﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

# الفضل

ہفت روزہ

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :- نصیر احمد قمر

جلد 18

جمعۃ المبارک 09 ستمبر 2011ء

09 شوال 1432 ہجری قمری ❁ 09 تبوک 1390 ہجری شمسی

شمارہ 36

## طیب رزق کے لئے دعا

حضرت ام سلمہؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز کے بعد یہ دعا کرتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ عِلْمًا نَافِعًا وَرِزْقًا طَیِّبًا وَعَمَلًا مُتَقَبَّلًا

اے میرے اللہ میں تجھ سے نفع مند علم، طیب رزق اور مقبول اعمال بجالانے کی التجا کرتا ہوں۔(سنن ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلوۃ مایقال بعد التسلیم حدیث نمبر915)

# قرآن شریف میں تمام احکام کی نسبت تقویٰ اور پرہیزگاری کے لئے بڑی تاکید ہے۔

**تقویٰ ہر ایک باب میں انسان کے لئے سلامتی کا تعویذ ہے اور ہر قسم کے فتنہ سے محفوظ رہنے کے لئے حصن حصین ہے۔**

**ہر مرد اور عورت کا کام ہے کہ اپنے ہر عضو کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے تابع کرکے استعمال کریں۔**

**یہ شادی بیاہ کے معاملات اور رشتوں کو نبھانا تو بظاہر ایک دنیاوی کام لگتا ہے۔لیکن ایک مومن کی دنیا بھی دین ہوتی ہے۔ایک احمدی مومن عورت اور مرد کو اپنی زندگی اس نہج پر چلانی ہوگی اور چلانی چاہئے تاکہ وہ عہد پورے کرنے والے ہوں۔**

**اپنی نسلوں کو بچانے کے لئے بہت ضروری ہے کہ صرف اپنی ذات کو اپنا محور نہ بنائیں بلکہ اپنے خیالات کو، اپنے جذبات کو قربان کرنے کی عادت ڈالنا ضروری ہے۔تبھی ایک حسین معاشرہ پیدا ہوسکتا ہے۔**

**(جلسہ سالانہ برطانیہ 2011ء کے موقع پر مستورات سے خطاب میں قرآن کریم، حدیث نبوی اور ارشادات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حوالہ سے عائلی معاملات پر پُرتاثیر ہدایات)**

(رپورٹ: نسیم احمد باجوہ۔ ناظم رپورٹنگ جلسہ سالانہ یو۔کے)

## حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا لجنہ اماء اللہ سے خطاب

جلسہ سالانہ کے دوسرے روز تقسیم میڈل وانعامات کی تقریب کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے لجنہ اماء اللہ سے خطاب فرمایا جو 12:40 پر شروع ہوا اور ایک بجے تک جاری رہا۔ یہ خطاب مردانہ مارکی میں بھی براہِ راست سنا اور دیکھا گیا۔

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

یہ آیات جو اجلاس کے شروع میں تلاوت کی گئی تھیں یہ تین مختلف سورتوں کی آیات ہیں جو نکاح کے موقع پر پڑھی جاتی ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ پہلی اہم بات جس کی طرف توجہ دلائی گئی ہے وہ تقویٰ ہے۔ان آیات میں سے پہلی آیت سورۃ النساء کی ہے جیسا کہ آپ کو بتایا گیا، دوسری اور تیسری سورۃ احزاب کی آیات ہیں۔ چوتھی سورۃ الحشر کی آیت ہے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ سب سے پہلی بات جس کی طرف توجہ دلائی گئی ہے وہ تقویٰ ہے۔پہلی آیت میں تقویٰ کا لفظ دو مرتبہ استعمال ہوا ہے پھر دوسری آیت میں تقویٰ کا ذکر ہے پھر چوتھی اور آخری آیت میں دو مرتبہ تقویٰ کا ذکر ہے۔گویا کہ خطبہ نکاح میں جو آیات پڑھی جاتی ہیں، ان میں پانچ مرتبہ تقویٰ کا ذکر ہے۔اور ہر مرتبہ جب تقویٰ کا ذکر آیا ہے، فرمایا اللہ کا تقویٰ اختیار کرو، اپنے رب کا تقویٰ اختیار کرو اور ساتھ ہی اس کے بعد ایک نئی ہدایت فرمائی کہ تقویٰ اختیار کرو اس لئے کہ یہ عمل تمہارے ہوں، اس لئے کہ یہ عمل تم نے سرانجام دینے ہیں، اس لئے کہ یہ اعمال ہیں جو تمہارے لئے اس بندھن کو نبھانے کے لئے ضروری ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام ہم میں تقویٰ کا بہت اونچا معیار دیکھنا چاہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرمایا کہ یہ تقویٰ کی جڑ ہی ہے جو انسان اگر اپنے اندر قائم کرلے تو اُسے سب کچھ مل جائے گا۔

حضور انور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں کہ قرآن شریف میں تمام احکام کی نسبت تقویٰ اور پرہیزگاری کے لئے بڑی تاکید ہے۔وجہ یہ کہ تقویٰ ہر ایک بدی سے بچنے کے لئے قوت بخشتی ہے اور ہر ایک نیکی کی طرف دوڑنے کے لئے حرکت دیتی ہے۔اور ہر ایک قسم کے فتنہ سے محفوظ رہنے کے لئے حصنِ حصین ہے۔

پھر حضور انور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ انسان کی تمام روحانی خوبصورتی تقویٰ کی تمام باریک راہوں پر قدم مارنا ہے۔تقویٰ کی باریک راہیں روحانی خوبصورتی کے لطیف نقوش اور خوشنما خط وخال ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی امانتوں اور ایمانی عہدوں کی حتی الوسع رعایت کرنا اور سر سے پیر تک جتنے قویٰ اور اعضاء ہیں جن میں ظاہری طور پر آنکھیں اور کان اور ہاتھ اور پیر اور دوسرے اعضاء ہیں اور باطنی طور پر دل اور دوسری قوتیں اور اخلاق ہیں۔ان کو جہاں تک طاقت ہو ٹھیک ٹھیک محلِ ضرورت پر استعمال کرنا اور ناجائز مواضع سے روکنا ہی تقویٰ ہے۔ چنانچہ لباس التقویٰ قرآن شریف کا لفظ ہے۔یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ روحانی خوبصورتی اور روحانی زینت تقویٰ سے ہی پیدا ہوتی ہے۔اور تقویٰ یہ ہے کہ انسان خدا کی تمام امانتوں اور ایمانی عہد اور ایسا ہی مخلوق کی تمام امانتوں اور عہد کی حتی الوسع رعایت رکھے یعنی ان کے دقیق در دقیق پہلوؤں پر تابمقدور کاربند ہو۔پس یہ وہ معیار ہے جو اگر حاصل ہو جائے تو معاشرے کو بہت سے مسائل سے بچالیتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ یہ وہ معیار ہے جو ہمارے اندر پیدا ہو جائے تو ہمارا دین بھی، ہماری دنیا بھی دین بن جاتا ہے۔اور پھر اگر یہ تقویٰ حاصل ہو جائے تو معاشرے کی بنیادی اکائی مرد اور عورت ہیں جو گو مختلف صنف سے اُن کا تعلق ہے۔لیکن میاں بیوی کے رشتے میں منسلک ہونے کے بعد ایک اکائی بن جاتے ہیں۔یہی وہ رشتہ اور جوڑ ہے جس سے آگے نسل چلتی ہے۔اگر اس اکائی میں تقویٰ نہ ہو، اس جوڑے میں تقویٰ نہ ہو تو پھر آئندہ نسل کے تقویٰ کی بھی ضمانت نہیں اور معاشرے کے اعلیٰ اخلاق اور تقویٰ کی بھی ضمانت نہیں۔

حضور انور نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بعض اقتباسات پیش کرکے فرمایا کہ حضور نے فرمایا ہے کہ اپنے جسم کے تمام اعضاء کو جو ظاہری اعضاء ہیں ان امانتوں کا حق ادا کرنے والا بناؤ۔ ہر مرد اور عورت کا کام ہے کہ اپنے کان آنکھ، زبان اور ہر عضو کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے تابع کرکے استعمال کریں۔اب عائلی جھگڑوں میں دیکھا گیا ہے کہ زبان، کان آنکھ جو ہیں بہت بڑا کردار ادا کرتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ زبان کا استعمال اگر نرمی اور پیار سے ہو تو کبھی مسائل پیدا نہ ہوں۔ پس اپنی نسلوں کو بچانے کے لئے بہت ضروری ہے کہ صرف اپنی ذات کو اپنا محور نہ بنائیں بلکہ اپنے خیالات کو، اپنے جذبات کو قربان کرنے کی عادت ڈالنا ضروری ہے۔تبھی ایک حسین معاشرہ پیدا ہوسکتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ ہر نوجوان کو جو اس بات کا ادراک رکھتا ہو کہ تقویٰ کیا ہے؟ اور پھر اُس کو پتہ لگتا ہے کہ تقویٰ

یہی ہے کہ مَیں اپنے والدین کے احسانوں کا شکرگزار بنتے ہوئے اُن کے لئے خدا تعالیٰ سے مدد مانگوں دعا مانگوں، اُن کی بہتری کی دعا کروں۔

حضور انور نے فرمایا کہ ہمارے عائلی مسائل جو سامنے آتے ہیں اُن میں بسا اوقات یہ ایشو بہت اُٹھایا جاتا ہے کبھی عورت کی طرف سے اور کبھی مرد کی طرف سے کہ ہمارے ماں باپ یا بہن بھائیوں کو برا کہا کسی ایک نے۔ مرد یہ الزام لگاتا ہے کہ عورتیں کہتی ہیں، عورتیں الزام لگاتی ہیں کہ مرد کہتے ہیں کہ میرے ماں باپ کی برائی کی، اُن کو یہ کہا اُن کو وہ کہا اُن کو گالیاں دیں تو یہ چیز جو ہے یہ تقویٰ سے دور ہے، یہ چیز پھر گھروں میں فساد پیدا کرتی ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ شادی بیاہ کے معاملات اور رشتوں کو نبھانا تو ایک دنیاوی کام بظاہر لگتا ہے۔ لیکن ایک مومن کی دنیا بھی دین ہوتی ہے۔ ایک احمدی مومن عورت اور مرد کو اپنی زندگی اس نہج پر چلانی ہوگی اور چلانی چاہئے تاکہ وہ جواُن کے عہد پورے کرنے والے ہوں۔ تبھی وہ انعامات کے وارث بھی بنیں گے اور تبھی وہ اُس عہد کو پورا کرنے والے بھی بنیں گے جو زمانے کے امام کے ساتھ، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ جماعت میں آ کر ایک احمدی نے عہدِ بیعت کی صورت میں کیا ہے۔ ہماری لڑکیوں کو بھی اور عورتوں کو بھی یہ ذہن میں رکھنا چاہئے کہ میرا اول فرض تقویٰ پر چلنا اور خدا تعالیٰ کی رضا ہے اور شادی بیاہ بھی خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے اور نیک نسل چلانے کے لئے ہے۔ اور اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا جہاں مردوں کو رشتوں کی تلاش میں جن خوبیوں کی طرف توجہ دلائی کہ رشتے تلاش کرتے وقت کن خوبیوں کو تمہیں ترجیح دینی چاہئے جو ایک عورت میں ہونی چاہئیں وہاں بھی جو ترجیح ہے وہ عورت کی نیکی ہو۔

حضور انور نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک حدیث میں یہ بھی آتا ہے کہ دنیا تو سامانِ زیست ہے اور نیک عورت سے بڑھ کر کوئی سامانِ زیست نہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ دنیا میں ہر جگہ ہمیں اپنی اصلاح کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ دنیا کی دیکھا دیکھی ہم اپنے اندر بھی، اپنے آپ کو بھی اُن اندھیروں میں نہ ڈبولیں جو دنیا کو تباہ کر رہے ہیں۔ تباہی کے ذمہ دار ہیں، بلکہ ہمیں اپنی کمزوریوں پر نظر رکھتے ہوئے اپنی اصلاح کی طرف توجہ دینی چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا کہ بہت قابلِ فکر جائزہ میرے سامنے آیا ہے جب مَیں دیکھتا ہوں مختلف ملکوں سے اور عموماً یہی حالت ہے کہ ہمارے ہاں طلاق اور خلع کی شرح بڑھتی چلی جارہی ہے اور بے صبری، نیکیوں میں کمی، تقویٰ سے دوری ہی اس کی وجہ ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ عورتوں کو مَیں کہنا چاہتا ہوں کہ یہ بھی شکایتیں ہیں رشتے ٹوٹنے کی کہ ساس اور سسر اپنی بہوؤں کو مارتے ہیں۔ صرف اُن کے خاوندوں سے مار نہیں پڑواتے بلکہ خود بھی ہاتھ اُٹھانا شروع کر دیتے ہیں جو کسی طرح بھی جائز نہیں ہے۔

آخر پر حضور انور نے فرمایا کہ ہمیں اس طرف توجہ دینی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے جماعت میں شامل کر کے جو احسان کیا ہے ہم اُس کی قدر کرنے والے بنیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی رضا پر نظر ہو۔ ہم یہ دیکھیں کہ ہم نے کل کے لئے آگے کیا بھیجا ہے؟ نہ یہ کہ ہم نے اپنے لئے کیا اس دنیا میں حاصل کر لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام مردوں اور عورتوں کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

نماز ظہر وعصر سے قبل مکرم مولانا عطاء المجیب صاحب راشد امام مسجد فضل لندن نے برطانیہ کے ان مرحومین کے اسماء پڑھ کر دعائے مغفرت کی درخواست کی جو دورانِ سال اللہ تعالیٰ کو پیارے ہوگئے۔ یہ کارروائی حضرت مسیح موعودؑ کے ارشاد کے مطابق ہر سال کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام مرحومین کے درجات بلند فرمائے اور ان کے لواحقین کا حافظ وناصر رہے، آمین

بعد ازاں حضور انور نے مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لا کر ظہر وعصر کی نمازیں باجماعت پڑھائیں۔

## دوسرے روز بعد دوپہر کے اجلاس کی کارروائی

نماز ظہر وعصر اور وقفہ طعام کے بعد دوسرے روز بعد دوپہر کے اجلاس کی کارروائی کا آغاز سوا تین بجے مکرم رفیق احمد حیات صاحب، امیر جماعت احمدیہ یوکے کی زیرِ صدارت ہوا۔ تلاوتِ قرآن کریم مکرم احمد کمال شمس جامعہ احمدیہ یوکے نے کی اس کے بعد مکرم امیر صاحب نے حاضرین کو بتایا کہ اس اجلاس میں ہمارے معزز مہمان حاضرین سے خطاب کریں گے جو جماعت سے بہت قریبی تعلق رکھتے ہیں۔ یکے بعد دیگرے مہمانوں کا تعارف کروایا گیا اور اس کے بعد انہوں نے حاضرین سے خطاب کیا جن کا خلاصہ درج ذیل ہے:

Councillor Lewis Gilli Lavender میئر آف مرٹن۔ ممبر آف کنزرویٹو پارٹی نے اپنی تقریر میں بتایا کہ جماعت کا موٹو None for Hatred All, for Love، انہیں بہت متاثر کرتا ہے۔ نیز اس بات کی اہمیت کو نمایاں کیا کہ دینی علم بڑھانا چاہئے اور باہم افہام وتفہیم کو بڑھانا چاہئے۔ وہ بحیثیت میئر کئی عبادت گاہوں کی زیارت کر چکی ہیں جن میں مسجد بیت الفتوح بھی شامل ہے، اور جماعت احمدیہ Charity Walk میں بھی حصہ لیا، جس کے انعقاد پر انہوں نے اپنی خوشی کا اظہار کیا۔ انہوں نے بتایا کہ آج یہاں آ کر بہت معلومات انہیں حاصل ہوئیں کہ یہ جماعت دنیا بھر میں کتنی خدمات بجا لا رہی ہے۔ انہوں نے سب کو دعوت دی کہ دنیا میں امن قائم کرنے کیلئے اکٹھے کام کرنا چاہئے۔ آخر پر انہوں نے جلسہ کی کامیابی کے لئے دعا دی۔

(Dr. P R KAZAKHSTAN) پروفیسر صاحب نے اپنی تقریر روسی زبان میں کی جسکا ترجمہ مکرم رانا خالد احمد صاحب مبلغ سلسلہ نے پیش کیا۔ اپنے خطاب میں انہوں نے تمام احمدیوں کو سلام پیش کیا۔ اور اس بات پر خوشی کا اظہار کیا کہ یہ جماعت اپنے امام کے ماتحت دن بدن ترقیات حاصل کر رہی ہے۔ اور دشمنوں کی کوششیں سب اکارت ہیں۔ احمدی اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے ہیں اور تمام انبیاء کی تعظیم کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو تکبر پسند نہیں۔ اسلام جبر کے خلاف تعلیم دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ دنیا میں دہشت گردی ختم ہو اللہ تعالیٰ نے تعلیم دی ہے کے فطرت کے مطابق عمل کیا جائے۔ احمدیہ جماعت دنیا بھر میں تعلیم وتدریس کے سلسلہ میں کوشاں ہے اور قرآن کریم کے تراجم مختلف زبانوں میں تیار کر رہی ہے۔ MTA کے ذریعہ حق وصداقت کا نور ساری دنیا میں پھیل رہا ہے۔

Councillor Amrit Mann., Mayor of Hounslow. Human Right Lawre, Member of Amnesty International.

انہوں نے اپنے خطاب میں بتایا کہ آج یہاں آ کر مَیں اپنے آپ کو بہت سعادتمند محسوس کر رہا ہوں۔ وہ جماعت احمدیہ Hounslow کے ممبران سے خوب واقف ہیں، اور ان کی انسانی بہبود کی خاطر سرگرمیوں سے بھی واقف ہیں جو اس جماعت نے دنیا بھر کے مختلف حصوں میں مثلاً کشمیر میں کیں۔ جماعت کا موٹو (Love for All Hatred for None) تمام کائنات کیلئے ایک عمدہ پیغام ہے، اور انہیں اس بات کی خوشی ہے کہ جماعت کا اس موٹو کو بسوں کے ذریعہ مشتہر کرنے کا کام شروع ہوا۔ انہوں نے اس بات پر افسوس کا اظہار کیا کہ احمدیت کی مخالفت دنیا بھر میں جو ہو رہی ہے اس کے متعلق دنیا نے کم توجہ کی ہے۔ احمدیہ جماعت ملکی قوانین کی پابندی کرتی ہے اور احمدی جہاں کہیں بھی بستے ہیں اپنے ملک کی خدمت میں سرگرم رہتے ہیں۔ آخر پر انہوں نے وعدہ کیا کہ جماعت احمدیہ اپنی مساعی میں ان کی تائید حاصل کرتی رہے گی۔

Councillor Richard Gates میئر آف واورلے (Waverley)۔ انہوں نے بتایا کہ جلسہ پر آ کر خطاب کا موقعہ پانے پر وہ اپنے آپ کو بہت خوش قسمت محسوس کرتے ہیں۔ یہ ایک نہایت کامیاب جلسہ ہے جو کہ پہلے ٹلفورڈ میں ہوا کرتا تھا۔ انہوں نے بتایا کہ وہ جماعت کے موٹو 'محبت سب سے نفرت کسی سے نہیں' کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ آخر پر انہوں نے جلسہ سالانہ کامیابی کے لئے اپنی نیک تمناؤں کا اظہار کیا۔

Mr Qamar Reza, جنرل سیکرٹری یوکے پاکستان چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری۔ نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنے کے بعد اپنے عظیم جلسہ کے انعقاد پر جماعت احمدیہ کو مبارکباد دی۔ انہوں نے بتایا کہ اس وقت مسلمانوں کو انتہائی مشکلات کا سامنا ہے مگر احمدیہ جماعت ایسے منظّم طریق پر کام کر رہی ہے کہ جس سے اسلام کی اصل تعلیم ظاہر ہوتی ہے۔

Mr.Muhammad Sarwar. Pakistani Media Journalist. روزنامہ جنگ کے سابق ایڈیٹر اور نیشن (Nation) کے چیف ایڈیٹر نے تسمیہ پڑھنے کے بعد حضرت مرزا مسرور احمد صاحب اور ان کے اتباع کو 45ویں جلسہ کی مبارکباد دی۔ انہوں نے بتایا کہ ہم یہاں خدا تعالیٰ کی حمد کرنے آئے ہیں اور یہ محض اسی کے فضل سے ہے۔ جس محفل میں خدا کا ذکر نہ ہو اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ اسلام نے مسجد میں باجماعت نماز ادا کرنے کی بہت تلقین کی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان محفلوں کو کو پسند نہیں کرتے تھے جن میں لوگ ایسے ہوں جو اپنی ذمہ داریوں سے غافل رہتے ہیں۔ مگر یہ مجلس اس کے بالکل برعکس ہے۔ آخر پر انہوں نے بتایا کہ خدا ان سے محبت کرتا ہے جو اس کی مخلوق سے محبت رکھتے ہیں۔

Andrew Johnson. Advocasy Director of Christian Soliderity Worldwide.

انہوں نے اپنی تقریر میں بتایا کہ وہ انڈونیشیا کے دورہ پر گئے تاکہ وہاں احمدیوں کی مشکلات کے بارہ میں معلومات حاصل کرسکیں۔ جماعت احمدیہ کے ساتھ ان کے دیرینہ تعلقات ہیں اور وہ بالخصوص انصاف کے بارہ میں جماعت کے نظریہ کو بہت پسند کرتے ہیں۔

Mr. Maqsood Ahmad OBE انہوں نے 45ویں جلسہ سالانہ کے کامیاب انعقاد پر مبارکباد دی۔ اور بتایا کہ مَیں دوسری جماعتوں سے کہا کرتا ہوں کہ انتظام کرنا جماعت احمدیہ سے سیکھو۔ آخر پر انہوں نے PickleEric کا پیغام پڑھ کر سنایا جو کہ State of Secretary for ommunities ہیں۔ جس میں انہوں نے لکھا کہ جماعت احمدیہ اپنی مساعی پر فخر کرسکتی ہے۔

Fareed Ahmad ,Secretary Foreign Affairs Ahmadiyya Community UK

مکرم فرید احمد صاحب نے مختلف سیاسی اور سماجی سربراہان کے پیغامات پڑھ کر سنائے جن میں جماعت احمدیہ کے جلسہ کے متعلق مبارکباد پیش کی گئی نیز جماعت کا مختلف سماجی کاموں میں حصہ لینا اور مخلوق کی بہتری کیلئے کام کرنے پر خراج تحسین پیش کیا۔ مندرجہ ذیل شخصیتوں نے اپنا پیغام ارسال کیا تھا:

1۔ Rt.Hon.Ed Miliband، لیبر پارٹی لیڈر۔
2۔ GreeningJustine ممبر پارلیمنٹ آف پٹنی ایریا۔
3۔ برطانیہ میں کینڈین ہائی کمشنر James R Wright
4۔ Rt Hon Dominic Grieve اٹارنی جنرل۔
5۔ McDonaghSiobhain لیبر ممبر آف پارلیمنٹ برائے Mitcham & Mordon۔
6۔ David Patrick Paul Alton (Baron Alton of Liverpool)
7۔ Zac Goldsmith ۔ کنزرویٹو ممبر آف پارلیمنٹ برائے Richmond & North Kingston۔
8۔ Boris Johnson ۔ میئر آف لندن
9۔ Godfrey Bloom ۔ ممبر آف یورپین پارلیمنٹ برائے یارکشائر اور نارتھ لنکن شائر۔
10۔ Jason McCartney ممبر آف پارلیمنٹ برائے Coln Valley (Huddersfield)

اس کے بعد ایک اور معزز مہمان نے حاضرین سے خطاب کیا۔

Mr.Kamal Qureshi (Danish MP)

انہوں نے جلسہ پر دعوت دینے کا شکریہ ادا کیا۔ نیز بتایا کے لندن کی سیر کرتے وقت ان کی نظر دو خوبصورت مساجد پر پڑی۔ انہوں نے اس بات پر افسوس کا اظہار کیا کہ ڈنمارک کے دارالحکومت Copenhagen میں (جماعت احمدیہ کی مسجد کے علاوہ) کوئی مسجد موجود نہیں۔ اوسلو میں ہونے والے سانحہ کے بعد فوراً لوگوں کی انگلیاں مسلمانوں کی طرف اٹھیں، حالانکہ بعد میں پتہ لگا کہ اس کے پیچھے ایک متشدد عیسائی تھا۔ انہوں نے بتایا کہ مذہب جہاں انسانیت کے بہترین پہلوؤں کو اجاگر کرتا ہے وہاں انسانیت کے بدترین صورت بھی پیدا کرنے کا باعث بنتا ہے۔

**(باقی آئندہ)**




انسان کے لئے سب سے افضل مال ذکر الٰہی کرنے والی زبان ہے اور شکر کرنے والا دل اور مومنہ بیوی ہے جو اس کے دین پر اس کی مددگار رہوتی ہے۔

(جامع ترمذی ابواب تفسیر القرآن سورۃ التوبہ)

# مَصَالِحُ الْعَرَب

## (عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

## حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،

## گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

**قسط نمبر160**

## مکرم محمد دعاس مخول صاحب

### خاندانی اور دینی پس منظر:

میرا تعلق لبنان کے شہر طرابلس سے ہے۔میرا ددھیال عیسائی جبکہ ننھیال مسلمان ہے۔لیکن الحمدللہ کہ میرے والد صاحب نے والدہ صاحبہ سے شادی سے قبل ہی اسلام قبول کرلیا تھا۔یوں گو کہ مَیں مسلمان گھرانے میں پیدا ہوا تھا لیکن اسلام کے بارہ میں میرا علم محض نماز روزہ کے طریق اور بعض بہت ہی ابتدائی امور تک ہی محدود تھا۔شاید اس کی وجہ یہ تھی کہ میری والدہ صاحبہ اگرچہ مسلمان تھیں لیکن اسلام کے بارہ میں ان کی معلومات بہت ہی کم تھیں،اور میرے والد صاحب تو عیسائیت سے مسلمان ہوئے تھے لیکن شاید انہوں نے بھی قبولِ اسلام کو ہی کافی سمجھا اور علوم اسلام کی تحصیل کے بارہ میں مزید کوئی کوشش نہ کی،جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہم بہن بھائی دینی لحاظ سے کسی واضح موقف یا عقیدہ پر قائم نہ تھے۔

### تعلیم اور فکرِ معاش

بچپن میں سکول جانا شروع کیا تو بمشکل پانچویں کلاس تک ہی تعلیم حاصل کرسکا،جس کے بعد نامساعد مالی حالات کی بناپر پڑھائی چھوڑ کر محض بارہ سال کی ہی عمر میں کام کرنے پر مجبور ہوگیا۔ابتدا ًتو کسی کے ساتھ بجلی کا کام کیا،لیکن بعد میں بیس سال کی عمر میں پہنچ کر مجھے ٹی وی چینلز کے لئے استعمال ہونے والی ڈش کی انسٹالیشن وغیرہ کے کام میں مہارت حاصل ہوگئی۔ مجھے یہ کام بہت اچھا لگا نیز مالی لحاظ سے بھی کافی حد تک مسائل حل ہونے لگے۔

### دینی حالت کا عکس

مَیں نے ذکر کیا ہے کہ میرے والدین دینی لحاظ سے ہمارے لئے کوئی مثال نہ بن سکے کیونکہ دونوں کا ہی دین کی طرف رجحان نہ ہونے کے برابر تھا۔شاید یہی وجہ تھی کہ میرا بھائی عیسائیت کی طرف میلان رکھتا تھا بلکہ مجھے بھی عیسائیت کی تبلیغ کر کے اس طرف مائل کرنا چاہتا تھا جبکہ مجھے اسلام زیادہ پسند تھا۔اس پسندیدگی کا سبب یہ نہیں تھا کہ میں اسلامی تعلیمات اور عقائد کے بارہ میں ذاتی طور پر تحقیق کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا تھا کہ اسلام عیسائیت سے افضل ہے، بلکہ شاید یہ ایک طبعی احساس اور فطری میلان تھا جو نہ جانے اس وقت کے مروجہ عقائد کے باوجود کیسے دل میں راسخ وقائم رہا۔ان مروجہ عقائد میں قرآن کریم میں ناسخ ومنسوخ کا عقیدہ آج تک بڑا معروف عقیدہ ہے۔اس کے علاوہ عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر جانے اور آخری زمانے میں نزول اور پھر حکومت کرنے کا تصور بھی بڑا مشہور تھا۔اپنے مولویوں کے بارہ میں یہی خیال راسخ ہو چکا تھا کہ وہ جو بات کہہ دیں وہی حرفِ آخر ہے ان سے بہت زیادہ سوال جواب کرنا ادب کے خلاف ہے۔ ان مروجہ خیالات کے باوجود میرا لبنان کے اسلامی معاشرہ اور اپنے ارد گرد بسنے والے مسلمانوں کے ساتھ مضبوط تعلق نہ بن سکا۔مَیں مسجد جاتا لیکن کسی سے ملے بغیر نماز پڑھ کے واپس آجاتا۔نماز پڑھنے میں بھی کوئی لطف یا لذت نہ تھی بلکہ جیسے مسجد میں داخل ہوتا ویسی حالت میں ہی باہر آجاتا۔خطبہ جمعہ بھی اکثر ایسے امور پر مشتمل ہوتا جو یا تو عجیب وغریب ہوتے تھے یا ایسے ڈراؤنے اور خوف دلانے والے کہ دل خوشی سے ان کو سننے کی طرف مائل نہ ہوتا تھا۔نزول مسیح وظہور مہدی کے بارہ میں مجھے یہی خوف دامنگیر رہتا تھا کہ اگر کسی وجہ سے ہم ان پر ایمان نہ لاسکے تو شاید وہ ہمیں بھی قتل کردیں گے۔کیونکہ جو باتیں مسیح ومہدی کے متعلق کہی جاتی تھی وہ بلاشبہ نہایت خوفناک زمانہ کا تصور پیش کرتی تھیں۔ان تمام باتوں کے باوجود میں مسلمان تھا۔

### خوفِ جنّ

ہمارے علاقہ میں جنّ پڑنے کا بڑا رواج تھا اور اس پر لوگ ایسے ایمان رکھتے تھے جیسے یہ بنیادی دینی عقائد میں شامل ہو۔مَیں جنّوں سے بہت ڈرتا تھا۔یہ خیال بڑا راسخ تھا کہ جنّ غسلخانوں وغیرہ میں بھی پائے جاتے ہیں۔ اس لئے مَیں اکثر غلسخانے میں جانے سے بہت ڈرتا تھا کہ کہیں مجھے جنّ نہ پڑ جائیں۔ غسل کرتا تو بہت احتیاط کرتا کہ کہیں گرم پانی کا کوئی قطرہ کسی جن پر نہ پڑ جائے اور وہ ناراض ہوکر مجھے کوئی نقصان نہ پہنچائے۔

شاید انہی خیالات کا اثر تھا کہ ایک رات مَیں نصف شب کے قریب جاگا تو مجھے ایسے لگا جیسے میرے بیڈ کے قریب کوئی مجسمہ پڑا ہوا ہے۔میری زبان گنگ اور حالت غیر ہوگئی۔اس وقت مجھے اندازہ نہیں تھا کہ یہ سب میرے اپنے ہی دن بھر کے خیالات ہیں جو ہیولے بن بن کے میرے سامنے آرہے تھے۔کبھی کبھی یہ خوف اس قدر میرے اعصاب پر سوار ہوجاتا کہ میں اندھیرے سے یا رات کے وقت ایسے راستے پر جانے سے بہت گھبراتا جو کسی قبرستان کے قریب سے گزرتا ہو۔ بہر حال یہ ایسے امور تھے کہ آج ان کے بارہ میں سوچ کر بھی ہنسی آتی ہے۔

### احمدیت سے تعارف

مَیں کی ایک دکان پر ڈش لگانے والے ماہر کی حیثیت سے کام کرتا تھا۔ ہمارے ہمسائے میں غازی الشعار نامی ایک شخص کام کرتا تھا جسے ایک شامی احمدی دوست نے تبلیغ کی اور احمدیت کے بارہ میں کافی معلومات دی تھیں اور اسی بنا پر وہ اس بارہ میں تحقیق کررہا تھا بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ کافی حد تک قبول احمدیت کی طرف مائل تھا۔غازی صاحب نے میرے ساتھ وفات مسیح اور ظہور امام مہدی کے بارہ میں بات کرنا شروع کی۔یہ تصور میرے مروجہ عقائد سے تو مختلف تھا لیکن جب وضاحت سنی تو یہ بات میرے دل کو لگی اور مَیں بار بار غازی صاحب کے پاس جانے لگا تا کہ وہ مجھے ان امور کے بارہ میں مزید بتائیں۔اس وقت جماعت احمدیہ کا علیحدہ عربی چینل تو نہیں تھا تاہم انگریزی زبان میں مرکزی ویب سائٹ اور ایم ٹی اے پر لِقَاءِ مَعَ الْعَرَب وغیرہ کے عربی پروگرام نشر ہوتے تھے۔جہاں سے غازی صاحب معلومات لے کر مجھے بتایا کرتے تھے۔

### قرآن کریم کا تحفہ

ایک روز مَیں کسی کے ہاں ڈش لگا رہا تھا کہ مختلف چینل کی سیٹنگ کے دوران ایم ٹی اے نظر آگیا جس پر ایک بزرگ کچھ بات کررہے تھے۔مَیں اس بزرگ کو جانتا نہ تھا اس لئے بغیر کسی توجہ کے اپنا کام کرتا رہا،لیکن اتنا ضرور ہوا کہ مجھے اس بزرگ کی شکل یاد ہوگئی۔ چند دن کے بعد مَیں نے خواب میں اسی بزرگ کو دیکھا۔ انہوں نے مجھ سے کسی ایسی زبان میں بات کی جس کی مجھے سمجھ نہ آئی ۔ جس کے بعد انہوں نے مسکراتے ہوئے مجھے قرآن کریم کا تحفہ عطا فرمایا۔جب مَیں اس خواب سے جاگا تو بہت خوش تھا۔

اس رؤیا کے بعد کئی دن گزرنے کے بعد جب مَیں نے دوبارہ ایک ڈش کی انسٹالیشن کی تو پھر وہی ہوا کہ ایم ٹی اے کا چینل لگ گیا اور اس پر وہی وبزرگ مسکراتے چہرے کے ساتھ کچھ فرمارہے تھے۔مجھے ان کی بات کی تو کچھ سمجھ نہ آئی ہاں ان کو دیکھتے ہی مجھے اپنا رؤیا یاد آگیا اور پھر میرے جسم پر لرزہ طاری ہوگیا اور ایک لمحے کے لئے میں اس حسین اتفاق کے بارہ میں سوچنے لگ گیا۔

اس عجیب واقعہ کا میرے دل پر بہت اثر تھا اور مَیں نے چاہا کہ مکرم غازی الشعار صاحب کو اس کے بارہ میں بتاؤں چنانچہ ایک دن مَیں نے ایم ٹی اے لگا کر غازی صاحب کو بلالایا اور بتایا کہ اس بزرگ کو مَیں نے خواب میں دیکھا ہے۔اور انہوں نے خواب میں مجھے قرآن کریم کا تحفہ عطا فرمایا تھا۔یہ دیکھتے ہی غازی صاحب فرط جذبات سے آبدیدہ ہوگئے۔ میرے پوچھنے پر انہوں نے کہا کہ یہ اسی امام مہدی علیہ السلام کے خلیفہ ہیں جن کے بارہ میں مَیں آپ سے اکثر بات کرتا رہتا ہوں۔

### روحانی مائدہ

ہمیں یہ جان کر بہت خوشی ہوئی کہ اب اس طرز فکر کی حامل جماعت کا چینل بھی ہمیں مل گیا ہے۔لیکن اکثر اوقات اس پر دوسری زبانوں کے پروگرام ہوتے تھے۔لہذا ہم بڑی بے صبری کے ساتھ لقاء مع العرب کا انتظار کیا کرتے تھے۔ یہ شوق اس قدر بڑھا کہ مَیں نے اپنی ڈش خرید لی تا کہ ہم لقاء مع العرب دیکھ سکیں۔علاوہ ازیں ہم گھنٹوں انٹرنیٹ کیفے میں بیٹھ کر جماعت کی مرکزی ویب سائٹ سے انگریزی زبان میں میسر مواد کا عربی میں ترجمہ کر کے استفادہ کرنے لگے۔نیز ہم سیریا بھی گئے اور بعض احمدیوں سے سلسلہ کی کتب وغیرہ لے کر پڑھیں اور اپنی معلومات میں اضافہ کیا۔

### بیعت

اُس وقت لبنان میں شاید کوئی بھی احمدی نہ تھا اس لئے ہم نے خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ اقرار کرلیا کہ ہم دل سے احمدی ہیں اور ہمارے دل میں یہ امنگ اور امید جوش مار رہی تھی کہ جلد وہ وقت آئے جب لبنان میں بھی احمدیوں کی تعداد بڑھے اور جماعت قائم ہو۔ابھی تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ جماعت کی عربی ویب سائٹ بھی لانچ ہوگئی اور نیا عربی چینل بھی اپنی مسحور کن نشریات کے ساتھ عرب کے افق پر جادوئی رنگ بکھیرنے لگا۔چنانچہ جب ہمیں روحانی معارف کی اس کان کا پتہ چلا تو ہمارے لئے مرکز سے رابطہ کی راہ نکل آئی اور یوں 2007ء میں ہم نے باقاعدہ بیعت فارم پر کر کے ارسال کر دیا۔اس وقت ہم جن چھ اشخاص نے اکٹھے بیعت کی تھی ان کے نام یہ ہیں: مکرم غازی شعار صاحب اور ان کی اہلیہ، مکرم قاسم شعار صاحب، مکرم نعیم حلبی صاحب، اور خاکسار اور خاکسار کی اہلیہ۔پھر جب ہمیں خلیفۂ وقت سے بیعت کی قبولیت کا خط ملا تو ہماری خوشی کا کوئی ٹھکانا نہ تھا۔

اس وقت صرف میرے پاس انٹرنیٹ تھا۔لہذا مجھے تمام لبنانی احمدیوں کے مرکز اور دیگر عرب احمدیوں کے ساتھ رابطے کروانے کا شرف حاصل ہوا۔

### حضور انور کی

### اَلْحِوَارُ الْمُبَاشِر میں تشریف آوری

ایک دن مَیں اپنے گھر صوفے پر بیٹھا پروگرام اَلْحِوَارُ الْمُبَاشَر دیکھ رہا تھا کہ جب مکرم شریف صاحب نے کہا کہ حضور تشریف لائے ہیں میرا حال اس فوجی کا سا تھا جس کے پاس اچانک کوئی فوجی جرنیل آجائے۔ اس منظر کے رعب سے چھلانگ لگا کر اٹھ بیٹھا۔قریب تھا کہ میرا سر چھت سے جا لگتا۔ مَیں نے شدت رعب سے ہاتھ آنکھوں پر رکھ لئے اور آنسو جاری ہوگئے۔مَیں برف کی طرح ٹھنڈا ہوگیا اور حضور کی باتیں سننے لگا۔ اس وقت میرے سامنے یہ آیت آگئی لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ (الانفال:64)۔حضور آپ ہمارا فخر ہیں۔ہم آپ کی ہمیشہ اطاعت کریں گے۔

### تبلیغی کوششیں

جیسا کہ مَیں نے بتایا ہے کہ میرا کام ٹی وی چینلز کے لئے ڈش وغیرہ لگانے سے متعلق ہے۔لہذا مَیں جہاں کہیں بھی ڈش لگانے جاتا ہوں ایم ٹی اے العربیہ کا چینل بھی ان کی چینلز لسٹ میں ڈال دیتا ہوں اور انہیں بتاتا ہوں کہ یہ جماعت احمدیہ کا چینل ہے جس کا ایمان ہے کہ امام مہدی اور مسیح موعود علیہ السلام کا ظہور ہو چکا ہے اور اس جماعت نے پوری دنیا میں اسلام کی تعلیم پھیلانے اور اسلام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفین کے حملوں کے جواب دینے کے لئے اپنی کوششیں وقف کررکھی ہیں،اب اگر آپ چاہیں تو مَیں اس چینل کو آپ کی لسٹ میں رہنے دیتا ہوں اور اگر آپ کو اس موضوع سے دلچسپی نہیں ہے تو مَیں اس کو حذف کردیتا ہوں۔اس پر ملا جلا ردّعمل دیکھنے کو ملتا ہے۔ بعض تو کہتے ہیں کہ ٹھیک ہے ہم چینل دیکھ کر ہی کوئی رائے قائم کرسکیں گے۔کچھ حذف بھی کروادیتے ہیں۔ لیکن مَیں سمجھتا ہوں کہ اس طرح بھی جماعت کا ابتدائی پیغام پہنچ جاتا ہے۔

آخر پر خدا کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے محض اپنے فضل سے مجھے امام الزمان کو پہچاننے اور پھر قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی، آج میرے لئے اس سے بڑی خوشی کی کوئی بات نہیں ہے کہ میرا تعلق جماعت احمدیہ سے ہے اور خلیفۂ وقت سے رابطہ ہے، اور ہر روز اس روحانی مائدہ سے ہم تازہ بتازہ پھل کھا رہے ہیں۔والحمدللہ علیٰ ذلک۔

(باقی آئندہ)

بقیہ:دورہ جرمنی از صفحہ نمبر 13

نے لڑکوں کو بھی کہا تھا کہ قرآنِ کریم ہمارے لئے ہر جگہ ایک رہنمائی ہے اور دنیا کی کوئی مذہبی کتاب سائنس کو اس طرح بیان نہیں کرتی جس طرح قرآن کریم اِسے بیان کرتا ہے۔

ایک مرتبہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس ایک پروفیسر Clement پنجاب میں آئے تھے اور مختلف سوال کئے اور پھر خود تسلیم کیا کہ جس طرح آپؑ جواب دے رہے ہیں اس کا مطلب یہ ہوا کہ سائنس اور مذہب میں آپس میں اختلاف نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا یہی تو میں بتا رہا ہوں کہ نہیں ہے۔ کوئی اختلاف نہیں بلکہ سائنس مذہب کے تابع ہے، مذہب سائنس کے پیچھے چلنے والا نہیں ہے۔ اس کے بعد وہ مسلمان ہوئے، احمدی بھی ہو گئے تھے۔ وہ نیوزی لینڈ کے رہنے والے تھے۔ جب میں وہاں گیا تھا تو ان کی قبر پر دعا بھی کرنے گیا تھا۔

اصل چیز یہ ہے کہ آپ لوگوں کو سائنس پڑھتے ہوئے یا کوئی بھی مضمون پڑھتے ہوئے کسی بھی قسم کا کوئی کامپلکس نہیں ہونا چاہئے۔ حضور انور نے فرمایا یہاں مجھے یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ Law پڑھنے والی لڑکیاں 12.5 پرسنٹ ہیں اور medicine اور teaching میں صرف سات اور ساڑھے سات پرسنٹ ہیں۔ حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دو علم سب سے اچھے ہیں: علم الادیان اور علم الابدان۔ کہ ایک دین کا علم اور ایک جسم کا علم۔

اب تلاوت بھی آپ نے سنی ہے اس میں بھی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز بے فائدہ پیدا نہیں کی۔ غور کرنے کے لئے وسیع میدان ہے۔ Law ایک علم کی حد تک تو ٹھیک ہے یا پیسے کمانے کے لئے زیادہ ہو اور secretarial job مل جاتا ہو۔ لیکن medicine اور teaching میں جانا چاہئے۔

لڑکیوں کو تو زیادہ تر medicine میں جانا چاہئے اور پھر economics بھی ٹھیک ہے، خالص سائنس بھی ٹھیک ہے۔ journalism بھی اچھا ہے۔ خالص سائنس میں صرف 9 پرسنٹ ہیں اور IT میں زیادہ ہیں۔ ٹھیک ہے کیونکہ عام طور پر اس میں رجحان زیادہ ہے۔ لیکن جو دوسرے مضامین ہیں وہ 32 پرسنٹ ہیں۔ ان میں سے ہر مضمون میں 2 پرسنٹ ہیں۔

لڑکیوں کا زبانوں کی طرف بھی زیادہ رجحان ہونا چاہئے۔ رجحان جو ہے اس میں زیادہ medicine کی کوشش کریں۔ سب سے اچھی چیز یہ ہے، پھر teaching، پھر زبانیں ہیں، پھر journalism ہے اور law تو سب سے آخر پر رہنا چاہئے جس کو آپ نے سب سے اوپر رکھا ہوا ہے۔ وہ بلکہ 2 پرسنٹ میں آنا چاہئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اب تو اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ یہ رجحان پیدا ہوا ہے، ہماری طالبات سیمینارز بھی کرتی ہیں، ایک confidence بھی پیدا ہوا ہے۔ نہیں تو پہلے کمپلیکس ہوتا تھا۔

امریکہ میں بڑا عرصہ کمپلیکس رہا۔ اب گزشتہ ایک ڈیڑھ سال سے انہوں نے leaflatting شروع کی ہے، peace message دینا شروع کیا ہے، لوگوں نے ان کو encourage کیا، journalist ساتھ ملے۔ بڑے بڑے اخباروں اور media نے coverage دی۔ لوگوں نے ساتھ دیا، تب ان کو پتا چلا کہ اسلام کوئی ایسی چیز نہیں جس کو چھپایا جائے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اپنے اپنے دائرہ میں مزید میدان کھولیں۔ اب وہاں مثلاً ریسرچ ہو رہی ہے Cern میں، big bang کی explosion کی۔ اس ٹیم میں ایک ہماری احمدی لڑکی بھی شامل ہے جو ریسرچ کر رہی ہیں۔ پتہ نہیں یہاں آئی ہوئی ہیں یا نہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اُن لڑکیوں کو سائنس میں بھی جانا چاہئے جن کا سائنس میں interest ہو۔ لیکن ایسی چیز ہو جس سے دنیا کو فائدہ پہنچا سکیں۔ وکیل تو کافی ہیں دنیا میں فائدہ پہنچانے والے، بلکہ نقصان پہنچانے والے۔

## طالبات کے سوالات کے جوابات

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے طالبات کو مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ جس نے کوئی سوال کرنا ہو وہ کر لے۔

✿......ایک طالبہ نے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے عرض کی کہ وہ فارمیسی پڑھ رہی ہیں اور پردے کی کچھ مشکلات بتائیں۔

حضور انور نے فرمایا: ''عورتوں کو فارمیسی کرنی چاہئے۔ یہ Medicine کی ایک لائن ہی ہے۔ Hospitals میں فارمیسی کی بھی ضرورت پڑتی ہے...... باقی جگہوں پر بھی تو جا کر کام کرتی ہیں۔ حجاب میں وہاں جا سکتی ہیں۔ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ مشکلات تو ہر جگہ ہیں۔ اگر سکارف نہیں لینا تو نہ کام کریں۔ اگر سکارف لے کر اجازت ہے تو پھر کریں...... فارمیسی پڑھ رہی ہیں۔ اچھا subject ہے پڑھیں! اللہ فضل کرے۔''

✿......ایک طالبہ کے سوال پر حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

''بات یہ ہے کہ اسلام میں جبر والی شادی کی تو اجازت ہی نہیں ہے۔ شادی ہو جائے تو لڑکی کی مرضی سے شادی ہوگی۔ زبردستی تو کوئی دلہن کا لباس نہیں پہنائے گا اور رخصت کر دیگا۔ اگر مرضی سے ہو رہی ہے تو اسلام میں اجازت ہے شادی سے پہلے جائز شرائط رکھنے کی۔ اگر آپ پڑھ رہی ہیں تو شرط رکھ لیں کہ میں دو سال اپنے پڑھائی کے مکمل کروں گی اور اگر شک ہو زیادہ تو پہلے سے لکھوا لیں کہ تم مجھے پڑھائی کرنے سے روکو گے نہیں۔ Medicine کر رہی ہیں یا کوئی بھی تعلیم حاصل کر رہی ہیں۔ پڑھنے کے لئے بتا دیں کہ میں نے پڑھنا ہے۔ خاص طور پر Medicine کے لئے تو ضرور پڑھنا چاہئے۔ وقت نہیں ضائع کرنا چاہئے۔ اگر دو تین سال رہتے ہیں، medical college میں جو بھی لڑکی ہے اس کو اپنے خاوند کو بتا دینا چاہئے کہ میں نے پڑھائی مکمل کرنی ہے۔ اور بعض دفعہ ایسے حالات آتے ہیں کہ فیملی بن رہی ہے تو بعض دفعہ gap لے کر پھر اگلے سال continue کیا جا سکتا ہے۔''

✿......ایک طالبہ نے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے جنیٹک انجینئرنگ کے بارہ میں سوال کیا۔

حضور انور نے فرمایا: ''یہ جو کلوننگ وغیرہ ہے وہ نہیں کر سکتے۔ کیونکہ اس کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے کاموں میں دخل اندازی ہے۔ یہ ایک ایسا مضمون ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ انسان کلوننگ تک تو کر لے گا۔ لیکن اس سے ایک فساد پیدا ہوگا اور عذاب آئے گا۔ اور کچھ نہیں ہوگا۔ اس لئے وہ نہ کرو۔ باقی Genetic Engeneering انسانی فائدہ کے لئے کریں۔''

✿......ایک طالبہ نے سوال کیا کہ ہم یونیورسٹی میں جانور پر کام کرتے ہیں۔ اس کے لئے جانور کو مارنا پڑتا ہے۔ اس طرح ہم Guilty محسوس کرتے ہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: انسان کو خدا تعالیٰ نے اشرف المخلوقات بنایا ہے۔ اس کی خاطر ہر چیز قربان ہوتی ہے۔ جانور ذبح کرتے ہیں اور کھاتے ہیں۔ مچھلی وغیرہ بھی کھائی جاتی ہے۔ تو انسان کی خاطر ہر چیز قربان ہوتی ہے۔

نو بج کر 10 منٹ پر یہ کلاس اپنے اختتام کو پہنچی۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔ نو بج کر 50 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لا کر نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

(باقی آئندہ)

# لجنہ اماء اللہ پرتگال کے چھٹے سالانہ اجتماع کا کامیاب انعقاد

(رپورٹ: جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ پرتگال)

خدا تعالیٰ کے فضل سے لجنہ اماء اللہ جماعتِ احمدیہ پرتگال کو اپنا چھٹا سالانہ اجتماع منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ یہ اجتماع مورخہ 10/ جولائی 2011ء کو احمدیہ مشن ہاؤس میں منعقد ہوا۔

اجتماع کا آغاز صبح دس بجے ہوا۔ تلاوت قرآن پاک اور نظم کے بعد مکرمہ صدر صاحبہ نے لجنہ اماء اللہ کو کچھ ہدایات دینے کے بعد دعا کروائی جس کے بعد علمی مقابلہ جات کا باقاعدہ آغاز ہوا۔

علمی مقابلہ جات میں حفظِ قرآن، تقاریر، نظم اور دینی معلومات کا مقابلہ ہوا۔ جس میں تمام ممبرات نے بڑی خوشی اور دلجمعی سے حصہ لیا۔

بعد ازاں تقریباً دو بجے کھانے کا وقفہ ہوا جس کے بعد نمازِ ظہر اور عصر ادا کی گئیں۔

کھانے کے وقفے کے بعد اجلاسِ دوم کا آغاز ہوا۔ تلاوتِ قرآنِ کریم اور اس کے ترجمہ کے بعد حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا پاکیزہ کلام پیش کیا گیا۔

اس کے بعد فی البدیہہ تقاریر کا مقابلہ شروع ہوا جس میں سات ممبرات نے حصہ لیا۔

تقاریر کے مقابلہ کے بعد بیت بازی کا مقابلہ ہوا۔ اس مقابلہ میں دو ٹیمیں بنائی گئی تھیں۔ مجموعی طور پر ٹیم بی فاتح قرار پائی جبکہ بہترین انفرادی کارکردگی پر انعام کی حق دار عزیزہ ثمرہ احمد مجوکہ ٹھہریں۔

اس کے بعد ناصرات الاحمدیہ کے مقابلے شروع ہوئے۔ اس میں معیار اول کے بعد سات سال کی بچیوں کے لئے معیار صغیر کے تحت چند مقابلہ جات کروائے گئے تھے۔ معیارِ اوّل میں صرف ایک بچی عزیزہ ندرت آصف ہے جس نے حسنِ قراءت، حفظِ قرآن اور تقریر میں حصّہ لیا اور حوصلہ افزائی کے انعامات حاصل کئے۔

حسنِ قراءت، حفظ قرآن اور تقاریر کے مقابلے کروائے گئے۔ حفظِ قرآن کے لئے سورۃ البقرہ کی ابتدائی دس آیات اور قرآنِ کریم کی آخری پانچ سورتیں مقرر کی گئی تھیں، جبکہ تقریر کے لئے عنوانات سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کا عشقِ رسولؐ تھے۔

معیارِ دوم میں دو بچیاں ہیں اور اس معیار کے تحت ناظرہ قرآنِ کریم، حفظِ قرآن، نظم اور تقریر کے مقابلہ جات ہوئے۔ حفظ کے لئے قرآنِ کریم کی آخری پانچ سورتیں اور آیۃ الکرسی، نظم کے لئے درّثمین سے ''ہے شکر ربّ عزّ وجل خارج از بیاں'' اور کلام محمود سے ''بتاؤں تمہیں کیا کہ کیا چاہتا ہوں'' جبکہ تقریر کے لئے مقررشدہ عنوانات تھے؛ پابندیِ وقت، اسلامی لباس اور میانہ روی۔ معیارِ دوم کے ان مقابلہ جات کا نتیجہ کچھ یوں تھا۔

معیارِ سوم میں بھی دو بچیاں ہیں۔ اس معیار کے تحت حفظِ قرآن اور تقریر کے مقابلہ جات کروائے گئے۔ حفظ کے لئے قرآنِ کریم کی آخری پانچ سورتیں مقرر کی گئی تھیں جبکہ تقریر کے لئے عنوانات سچّائی اور نماز تھے۔

معیارِ صغیر کے تحت سات سال سے کم عمر دو بچیوں کے مقابلہ جات ہوئے۔ مقابلہ جات اور پوزیشنز کی صورتِ حال یوں تھی۔

مقابلہ دینی معلومات معیارِ اوّل و دوم:

یہ مقابلہ معیارِ اوّل اور دوم کی کل تین بچیوں کے مابین کروایا گیا۔ جس میں اول عزیزہ ماہم آصف، دوم عزیزہ انیبہ منیر جبکہ سوم عزیزہ ندرت آصف رہیں۔

ورزشی مقابلہ جات لجنہ اماء اللہ:

پہلا مقابلہ سپون گیم تھا۔ جس کے بعد میوزیکل چیئرز کا دلچسپ مقابلہ ہوا۔

اس کے بعد ناصرات الاحمدیہ کے لئے ورزشی مقابلہ جات بھی ہوئے جن میں پارسل گیم، مشاہدہ معائنہ اور میوزیکل چیئر کے مقابلے ہوئے

خصوصی انعامات:

لجنہ اماء اللہ میں ایک خصوصی انعام مسجد میں سب سے زیادہ حاضری کا تھا جو مکرمہ انور بیگم صاحبہ نے حاصل کیا۔ جبکہ دوسرا انعام مکرمہ نویلہ آصف صاحبہ نے حاصل کیا جنہوں نے اطاعت کا عملی نمونہ پیش کرتے ہوئے یہ اعزاز حاصل کیا۔

ناصرات الاحمدیہ میں خصوصی انعام کی حقدار عزیزہ ماہم آصف قرار پائیں جنہیں بہترین ناصرہ کا اعزاز ملا۔ اس کے علاوہ ایک خصوصی انعام تین سالہ بچی عزیزہ صباحت ضیاء کو ملا۔

س کے بعد پروگرام کے اختتام پر ممبراتِ لجنہ و ناصرات میں انعامات تقسیم کئے گئے اور آخر پر محترمہ صدر صاحبہ نے خطاب کیا جس میں انہوں نے پردہ کی طرف خصوصی توجّہ دلائی۔ دعا کے ساتھ اس اجتماع کا اختتام ہوا۔

اس اجتماع میں لجنہ اور ناصرات کی کل حاضری اٹھائیس (28) تھی جبکہ ایک پرتگیزی عیسائی خاتون بھی شامل تھیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنے علم، تقوٰی اور اخلاص کو مزید بہتر کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

✿✿✿✿✿✿


ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا

سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: تیس (30) پاؤنڈز سٹرلنگ

یورپ: پینتالیس (45) پاؤنڈز سٹرلنگ

دیگر ممالک: پینسٹھ (65) پاؤنڈز سٹرلنگ

(مینیجر)

# خطبہ جمعہ

**عبادت ہی انسان کی پیدائش کا مقصد ہے اور اس مقصد کو حاصل کرنے سے ہی اس کی دنیا و آخرت سنور سکتی ہے۔ یہ مقصد خدا کی مدد اور استعانت کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتا۔**

**اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں اپنے فرستادہ کو ہماری اصلاح کے لئے بھیج دیا ہے جو اس عبد کامل صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام کے طور پر آیا ہے۔**

**(سورۃ فاتحہ) کی دعا روحانیت میں ترقی، عبادت کا شوق اور ذوق اور خالص ہوکر اللہ تعالیٰ کے آگے جھکنے اور ایمان میں ترقی کا باعث بنتی ہے۔**

**اپنی دعاؤں کا دائرہ وسیع کرو اور اپنی نیتوں میں وسعت پیدا کرو اور اپنے نیک ارادوں میں اپنے بھائیوں کے لئے بھی گنجائش پیدا کرو اور باہم محبت کرنے میں بھائیوں، بیٹوں اور باپوں کی طرح بن جاؤ۔**

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 19ر اگست 2011ء بمطابق 19ر ظہور 1390 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔ مورڈن۔ لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ ''اصل اور حقیقی دعا کے واسطے بھی دعا ہی کی ضرورت ہے''۔ (ملفوظات جلد نمبر 3 صفحہ 397 مطبوعہ ربوہ)

پھر آپ نے ایک موقع پر فرمایا کہ ایک مرتبہ مَیں نے خیال کیا کہ صلوۃ اور نماز میں کیا فرق ہے؟ جو حدیث میں آیا ہے، صلوۃ ہی دعا ہے، نماز عبادت کا مغز ہے۔ (ملفوظات جلد نمبر 4 صفحہ 283 مطبوعہ ربوہ)

پھر فرماتے ہیں کہ ''یاد رکھو۔ یہ نماز ایسی چیز ہے کہ اس سے دنیا بھی سنور جاتی ہے اور دین بھی''۔ فرمایا: ''نماز تو وہ چیز ہے کہ انسان اس کے پڑھنے سے ہر ایک طرح کی بدعملی اور بے حیائی سے بچایا جاتا ہے''۔ فرمایا: ''اس طرح کی نماز پڑھنا انسان کے اپنے اختیار میں نہیں ہوتی''۔ یعنی ایسی نماز جو بدعملی اور بے حیائی سے بچاتی ہے، بیشک اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے لیکن فرمایا کہ ''یہ اپنے اختیار میں نہیں ہوتی'' اور فرمایا کہ ''یہ طریق خدا کی مدد اور استعانت کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتا''۔ (ملفوظات جلد نمبر 5 صفحہ 403 مطبوعہ ربوہ)

ایسی نماز جو بدعملی اور بے حیائی سے بچائے، ایسی عبادت جو صحیح رستے پر ڈالنے والی ہو، بے حیائی سے بچانے والی ہو، وہ بغیر اللہ تعالیٰ کی مدد کے نہیں مل سکتی۔

یہ تمام باتیں ہمیں اس بات کی طرف توجہ دلانے کی طرف رہنمائی کرتی ہیں کہ ہماری عبادتیں اور دعائیں کیسی ہونی چاہئیں۔ دعائیں کرنے کے لئے ہمیں کیا طریق اختیار کرنا چاہئے؟ اُن عبادتوں اور دعاؤں کے ہماری حالتوں پر کیا نتائج مترتب اور ظاہر ہونے چاہئیں؟ یہ عبادتیں اور دعائیں اور نمازیں کس طرح اللہ تعالیٰ کے حضور قبولیت کا درجہ پاسکتی ہیں۔ اگر یہ باتیں سمجھ آ جائیں اور انسان اس بات کا فہم و ادراک حاصل کر لے کہ عبادت ہی ہے جو انسان کی پیدائش کا مقصد ہے اور اس مقصد کو حاصل کرنے سے ہی اُس کی دنیا و آخرت سنور سکتی ہے تو تمام دوسری باتوں اور چیزوں کو چھوڑ کر وہ اس اہم مقصد کو حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ لیکن جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ دعا کے واسطے بھی دعا ہی کی ضرورت ہے۔ اور یہ سب کچھ، یہ مقصدِ پیدائش کا حصول خدا کی مدد اور استعانت کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتا۔ ہم صرف اپنی کوشش سے اپنی پیدائش کے مقصد کو نہیں پاسکتے۔

اللہ تعالیٰ جو اپنے بندوں پر بے انتہا مہربان ہے اُس نے قرآنِ کریم کی پہلی سورۃ میں ہی ہمیں یہ دعا سکھا دی اور پانچ فرض نمازوں اور سنتوں اور نوافل کی ہر رکعت میں اس دعا کا پڑھنا ضروری قرار دیا ہے کہ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ (الفاتحہ:5) کہ اے اللہ! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں۔ تیری عبادت کرنا چاہتے ہیں لیکن ہم اس کا حق ادا نہیں کر سکتے جب تک تیری مدد شاملِ حال نہ ہو۔ پس ایک روح کے ساتھ، ایک دل کی گہرائی کے ساتھ نکلی ہوئی عاجزانہ پکار کے ساتھ جب ایک مومن اللہ تعالیٰ کے حضور فریاد کرتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ اُس کو توفیق بھی عطا فرماتا ہے۔

پھر یہ بھی اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر احسان ہے کہ ہر سال رمضان کا مہینہ لا کر اللہ تعالیٰ اپنے قریب ہونے کا اعلان فرماتا ہے۔ یہ اعلان فرماتا ہے کہ میں نے شیطان کو بھی جکڑ دیا ہے۔ یہ اعلان فرماتا ہے کہ مَیں ہر اُس بندے کی مدد اور استعانت کے لئے تیار ہوں، بلکہ اُس کی مدد کرتا ہوں جو خالص ہوکر میری طرف آتا ہے، میرے پر کامل ایمان رکھتا ہے، میرے حکموں پر عمل کرتا ہے۔ آئندہ سے خالص ہوکر صرف اور صرف میری عبادت کرنے اور میرا خالص عبد بننے کا وعدہ کرتا ہے تو پھر مَیں اپنے ایسے بندوں کی دعائیں قبول کرتا ہوں، سنتا ہوں۔ پس اگر کہیں کمی ہے تو ہم بندوں میں کمی ہے۔ خدا تعالیٰ کے احسانوں اور اعانت میں کمی نہیں ہے۔ پھر اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے فرستادے کو ہماری اصلاح کے لئے بھیج دیا ہے جو اُس عبدِ کامل صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام کے طور پر آیا ہے جس نے پھر ہمیں خدا تعالیٰ سے ملانے اور اُس کا عبد بننے، اُس کی عبادتوں میں طاق ہونے، اُس کی اعانت حاصل کرنے والا بننے کے طریق سکھلائے ہیں۔

پس اس وقت مَیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے فرمودات اور ارشادات کی روشنی میں ہی اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ (الفاتحہ:5) کی کچھ وضاحت کروں گا۔ جس باریکی اور گہرائی سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے ہمیں اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ (الفاتحہ:5) کا مطلب سمجھایا ہے، اگر ہم اس کو سمجھ کر اپنی زندگیوں کا حصہ بنانے والے بن جائیں، (اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمادے) تو پھر ہم خدا تعالیٰ کی عبودیت کا حق ادا کرنے کی کوشش کرنے والے بھی بن جائیں گے۔ اور یہ تب ہی ہوسکتا ہے جب ہم اپنی عبادتوں کے بھی معیار حاصل کرنے کی کوشش کریں اور پھر عاجزی سے اُن معیاروں کو حاصل کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حضور جھکیں اُس کی مدد چاہیں۔ جب یہ ہوگا تو تب ہی ہم اُن لوگوں میں سے کہلا سکیں گے جو عبدِ رحمٰن کہلاتے ہیں۔ ایمان میں اُس پختگی کو پیدا کرنے والے بن سکیں گے جس کا اللہ تعالیٰ حکم فرماتا ہے۔ یا جس کی ایک مومن سے توقع کی جاسکتی ہے یا کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو جو عرفان عطا فرمایا اس خزانے میں سے جو آپ نے اپنے لٹریچر میں ہمیں مہیا فرمائے ہیں چند جواہر پیش کروں گا۔

آپ فرماتے ہیں کہ:

''اللہ تعالیٰ نے جملہ اِيَّاكَ نَعْبُدُ کو جملہ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ سے پہلے رکھا ہے اور اس میں بندے کے توفیق مانگنے سے بھی پہلے اس (ذات باری) کی (صفت) رحمانیت کے فیوض کی طرف اشارہ ہے گویا کہ بندہ اپنے رب کا شکر ادا کرتا ہے اور کہتا ہے اے میرے پروردگار! میں تیری ان نعمتوں پر تیرا شکر ادا کرتا ہوں جو تو نے میری دعا، میری درخواست، میرے عمل، میری کوشش اور جو (تیری) اس ربوبیت اور رحمانیت سے جو سوال کرنے والوں کے سوال پر سبقت رکھتی ہے۔ میری استعانت سے پیشتر تو نے مجھے عطا کر رکھی ہیں۔ پھر میں تجھ سے ہی (ہر قسم کی) قوت، راستی، خوشحالی اور کامیابی اور اُن مقاصد کے حاصل ہونے کے لئے التجا کرتا ہوں جو درخواست کرنے، مدد مانگنے اور دعا کرنے پر ہی عطا کی جاتی ہیں اور تو بہترین عطا کرنے والا ہے۔

(کرامات الصادقین روحانی خزائن جلد نمبر 7 صفحہ 120-119) (ترجمہ از تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد اول صفحہ 189)

پس جب بندہ اللہ تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمانیت کی وجہ سے کئے ہیں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بنتا ہے تو یہ عبادت اور حقیقی عبد بننے کی طرف پہلا قدم ہے۔ جب اس مقام کا ادراک ایک بندہ حاصل کر لیتا ہے تو پھر عبادت میں آگے بڑھنے کی کوشش ہوتی ہے۔ پھر بندہ اپنے خدا سے کہتا ہے کہ یہ جو تُو نے عبد بننے کے معیار حاصل کرنے کے مختلف معیار رکھے ہیں، اُن کو بھی میں حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ تیری ہر قسم کی نعمتوں سے بھی میں حصہ لینا چاہتا ہوں۔ اپنی روحانی اور مادی ترقی کے مزید سامان چاہتا ہوں، لیکن یہ سب کچھ تیری مدد کے بغیر نہیں ہوسکتا۔ پس میری مدد فرما اور پھر اللہ تعالیٰ کی مدد کے دروازے بھی کھلتے ہیں اور ترقی کی منزلیں بھی طے ہوتی ہیں۔ تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمانیت کی وجہ سے جو انعامات دیئے

ہیں جب اُن کے شکر گزار بنو گے تو پھر عبادت کی طرف بھی توجہ پیدا ہوگی پھر اُس کی مدد کرنے کی طرف توجہ پیدا ہوگی۔ پس یہ ہے وہ بنیادی نقطہ اور روح جس کو سامنے رکھتے ہوئے ہمیں اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْن (الفاتحہ:5) کی دعا کرنی چاہئے۔ پھر آپ اس بات کی وضاحت فرماتے ہوئے کہ اس دعا کی طرف کیوں اللہ تعالیٰ نے توجہ دلائی ہے، فرماتے ہیں:

''اور ان آیات میں ان نعمتوں پر شکر کرنے کی ترغیب ہے جو تجھے دی جاتی ہیں اور جن چیزوں کی تجھے تمنا ہو ان کے لئے صبر کے ساتھ دعا کرنے اور کامل اور اعلیٰ چیزوں کی طرف شوق بڑھانے کی (ترغیب ہے) تا تم بھی مستقل شکر کرنے والوں اور صبر کرنے والوں میں شامل ہو جاؤ۔ پھر ان (آیات) میں ترغیب دی گئی ہے بندے کے اپنی طرف ہمت اور قوت کی نسبت کی نفی کرنے کی اور (اس سے) آس لگا کر اور امید رکھ کر ہمیشہ سوال، دعا، عاجزی اور حمد کرتے ہوئے (اپنے آپ کو) اللہ سبحانہ کے سامنے ڈال دینے کی اور خوف اور امید کے ساتھ اس شیر خوار بچہ کی مانند جو دایہ کی گود میں ہو (اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کا) محتاج سمجھنے کی (ترغیب) ہے اور تمام مخلوق سے اور زمین کی سب چیزوں سے موت (یعنی پوری لاتعلقی) کی۔

(کرامات الصادقین روحانی خزائن جلد نمبر 7 صفحہ 120) (ترجمہ از تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد اول صفحہ 190-189)

پس فرمایا کہ اس میں شکر کرنے کی ترغیب دی ہے کہ انسان شکر گزار بندہ بنے۔ صبر، دعا کی ترغیب دی ہے تا کہ تم پھر اس صبر کی وجہ سے، اس مستقل مزاجی سے دعا کی وجہ سے مستقل شکر کرنے والوں اور صبر کرنے والوں میں شامل ہو جاؤ جن کو پھر اللہ تعالیٰ انعامات سے نوازتا ہے۔

فرمایا کہ ''پھر ان (آیات) میں ترغیب دی گئی ہے بندے کی اپنی طرف ہمت اور قوت کی نسبت کی نفی کرنے کی، اور (اُس سے) آس لگا کر اور امید رکھ کر ہمیشہ سوال، دعا، عاجزی اور حمد کرتے ہوئے (اپنے آپ کو) اللہ سبحانہ کے سامنے ڈال دینے کی۔

(کرامات الصادقین روحانی خزائن جلد نمبر 7 صفحہ 120) (ترجمہ از تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد اول صفحہ 189)

یعنی اپنے آپ کو کچھ نہ سمجھنا۔ انسان کے ذہن میں یہ ہونا چاہئے کہ سب طاقتوں کا مالک اور ربّ اللہ ہے۔ اس لئے اُس کے آگے اپنے آپ کو ڈال دو۔ اسی طرح تمام دنیاوی وسیلوں اور رشتوں سے اللہ تعالیٰ سے تعلق کے مقابلے میں لاتعلقی حاصل کر لو۔ جب یہ حالت ہوگی کہ نہ اپنے زورِ بازو پر بھروسہ ہوگا، نہ اپنے نفس اور طاقت پر بھروسہ ہوگا، نہ دنیا کے وسیلوں اور طاقتوں پر بھروسہ ہوگا تو تب ہی انسان سے اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْن (الفاتحہ:5) کی حقیقی دعا نکلے گی۔ پھر اس طرف توجہ دلاتے ہوئے کہ انسان کو، ایک دعا کرنے والے کو اپنی کمزوری کا مکمل اعتراف ہو تو تبھی وہ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْن (الفاتحہ:5) کا حق ادا کر سکتا ہے، فرماتے ہیں:

''اسی طرح ان (آیات) میں اس امر کا اقرار اور اعتراف کرنے کی ترغیب دلائی گئی ہے کہ ہم تو بہت کمزور ہیں۔ تیری دی ہوئی توفیق کے بغیر تیری عبادت نہیں کر سکتے اور تیری مدد کے بغیر ہم تیری رضا کی راہوں کی تلاش نہیں کر سکتے۔ ہم تیری مدد سے کام کرتے ہیں اور تیری مدد سے حرکت کرتے ہیں اور ہم تیری طرف جلن کے ساتھ ان عورتوں کی طرح جو اپنے بچوں کی موت کے غم میں گھل رہی ہوتی ہیں اور ان عاشقوں کی طرح جو محبت میں جل رہے ہوتے ہیں تیری طرف دوڑتے ہیں''۔ فرمایا ''پھر ان آیات میں کبر اور غرور کو چھوڑنے کی (پہلی جو بات تھی اس میں تو یہ فرمایا کہ تمہارے دل میں اللہ تعالیٰ کو حاصل کرنے کی ایک جلن اور درد اور تڑپ ہونی چاہئیے اور اس کی مثال دی کہ اس طرح جلن جس طرح کوئی عورت اپنے بچے کی موت میں گھل رہی ہوتی ہے یا ایسے عاشق کی جلن جو اپنے محبوب کے عشق میں، محبت میں جل رہا ہوتا ہے)۔

پھر فرماتے ہیں کہ ''ان آیات میں کبر اور غرور کو چھوڑنے کی نیز معاملات کے پیچیدہ ہونے اور مشکلات کے گھیر لینے پر محض اللہ تعالیٰ کی (طرف سے ملنے والی) طاقت اور قوت پر بھروسہ کرنے کی اور منکسر المزاج لوگوں میں شامل ہونے کی (ترغیب ہے) گویا کہ (اللہ تعالیٰ) فرماتا ہے اے میرے بندو اپنے آپ کو مُردوں کی طرح سمجھو اور ہر وقت اللہ تعالیٰ سے قوت حاصل کرو۔ پس تم میں سے نہ کوئی جوان اپنی قوت پر اترائے اور نہ کوئی بوڑھا اپنی لاٹھی پر بھروسہ کرے اور نہ کوئی عقل مند اپنی عقل پر ناز کرے اور نہ کوئی فقیہہ اپنے علم کی صحت اور اپنی سمجھ اور اپنی دانائی کی عمدگی ہی پر اعتبار کرے اور نہ کوئی ملہم اپنے الہام یا اپنے کشف یا اپنی دعاؤں کے خلوص پر تکیہ کرے۔ کیونکہ اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ جس کو چاہے دھتکار دیتا ہے اور جس کو چاہے اپنے خاص بندوں میں داخل کر لیتا ہے''۔ (پھر فرمایا کہ) ''اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ میں نفس امارہ کی شرانگیزی کی شدت کی طرف اشارہ ہے جو نیکیوں کی طرف راغب ہونے سے یوں بھاگتا ہے جیسے اَن سدھی اونٹنی سوار کو اپنے اوپر بیٹھنے نہیں دیتی اور بھاگتی ہے۔ یا وہ ایک اژدہا کی طرح ہے جس کا شر بہت بڑھ گیا ہے اور اس نے ہر ڈسے ہوئے کو بوسیدہ ہڈی کی طرح بنا دیا ہے اور تو دیکھ رہا ہے کہ وہ زہر پھونک رہا ہے یا وہ شیر (کی طرح) ہے کہ اگر حملہ کرے تو پیچھے نہیں ہٹتا۔ کوئی طاقت، قوت، کمائی، اندوختہ (کارآمد) نہیں سوائے اس خدا تعالیٰ کی مدد کے جو شیطانوں کو ہلاک کرتا ہے''۔

(کرامات الصادقین روحانی خزائن جلد نمبر 7 صفحہ 120) (ترجمہ از تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد اول صفحہ 191-190)

پس جب دعا کرتے ہوئے یہ سوچ بھی ایک انسان رکھتا ہے یا رکھے کہ نفسِ امارہ مجھے برائیوں میں مبتلا کرنے کی طرف لے جا رہا ہے اور مَیں نے اس سے بچنا ہے تو، یہ سوچ ہونی چاہئے کہ مَیں اپنی کوشش اور طاقت سے نہیں بچ سکتا، اس وقت صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے جو شیطان کے حملوں سے بچا سکتا ہے اور نیکیوں کی توفیق دے سکتا ہے۔ پس بندہ عاجز ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑا ہو اور دعا کرے کہ اے اللہ! آج مجھے شیطان سے بچانے والا صرف تو ہی ہے۔ اگر خدا تعالیٰ کے پیارے لوگ جو اس عاجزی سے اللہ تعالیٰ سے مانگتے ہیں اور مانگتے چلے جاتے ہیں اور وہ اللہ کی مدد کے بغیر نہیں رہ سکتے تو ایک عام انسان کو کس قدر خدا تعالیٰ سے مانگنا چاہئے؟ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف کی مثال دی ہے جب انہوں نے نفسِ امارہ سے بچنے کی دعا مانگی تھی کہ وَمَا اُبَرِّئُ نَفْسِی اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ۔ اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (یوسف:54)۔ یعنی اور مَیں اپنے نفس کو غلطیوں سے بَری قرار نہیں دیتا۔ کیونکہ انسانی نفس سوائے اُس کے جس پر اللہ رحم کرے بری باتوں کا حکم دینے پر بڑا دلیر ہے۔ میرا رب بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ پس یہ دعا اور سوچ ہے جو پھر اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْن (الفاتحہ:5) کی دعا سے فیضیاب کرتی ہے۔ جب انسان دل میں یہ خیال کرے کہ اللہ تعالیٰ کے مقرب بھی یہ دعا مانگنے والے ہیں تو ہمیں کس قدر دعائیں مانگنی چاہئیں۔ تبھی پھر ایک انسان صحیح عبد بن سکتا ہے۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ:

''اور نَعْبُدُ کو نَسْتَعِیْن سے پہلے رکھنے میں اور بھی کئی نکات ہیں جنہیں ہم ان لوگوں کے لئے یہاں لکھتے ہیں جو سارنگیوں کی رُوں رُوں پر نہیں بلکہ قرآنی آیات مثانی (سورۃ فاتحہ) سے شغف رکھتے ہیں اور مشتاقوں کی طرح ان کی طرف لپکتے ہیں اور وہ (نکات) یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ایک ایسی دعا سکھاتا ہے جس میں اُن کی خوش بختی ہے اور کہتا ہے اے میرے بندو! مجھ سے عاجزی اور عبودیت کے ساتھ سوال کرو اور کہو اے ہمارے ربّ! اِیَّاکَ نَعْبُدُ (ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں) لیکن بڑی ریاضت، تکلیف، شرمساری، پریشان خیالی اور شیطانی وسوسہ اندازی اور خشک افکار اور تباہ کن اوہام اور تاریک خیالات کے ساتھ ہم سیلاب کے گدلے پانی کی مانند ہیں۔ یا رات کو لکڑیاں اکٹھا کرنے والے کی طرح ہیں اور ہم صرف گمان کی پیروی کر رہے ہیں ہمیں یقین حاصل نہیں''۔

(کرامات الصادقین روحانی خزائن جلد نمبر 7 صفحہ 121-120) (ترجمہ از تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد اول صفحہ 191)

اب یہ اِیَّاکَ نَعْبُد ہے لیکن ان ساری باتوں پر یقین نہیں ہے، ایک پریشان حالی ہے۔ پس جب اللہ تعالیٰ نے ہماری خوش بختی کا خیال رکھتے ہوئے ایسی دعا سکھائی ہے جس میں عبودیت کا حق ادا کرتے ہوئے دعا کرنے کی طرف ترغیب بھی ہے اور قبولیت کا وعدہ بھی تو کسی قدر اس پر غور کر کے اس دعا کو کرنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ آگے پھر اِیَّاکَ نَعْبُدُ کے بعد اِیَّاکَ نَسْتَعِیْن کہا گیا۔ جب شرمساری کی ایسی حالت پیدا ہوتی ہے اور انسان اپنے آپ کو کچھ نہیں سمجھتا تو پھر اِیَّاکَ نَسْتَعِیْن کی دعا کرتا ہے، تب پھر اللہ تعالیٰ مدد کے لئے آتا ہے۔ پھر فرمایا:

''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ (اور پھر) وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْن کہو''۔ (یعنی جب یہ حالت پیدا ہو جائے گی پھر وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْن) یعنی ہم تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں ذوق، شوق، حضورِ قلب، بھرپور ایمان (ملنے) کے لئے، روحانی طور پر (تیرے احکام پر) لبیک کہنے (کے لئے) سرور اور نور (کے لئے) اور معارف کے زیورات اور مسرت کے لباسوں کے ساتھ دل کو آراستہ کرنے کے لئے (تجھ سے ہی مدد طلب کرتے ہیں) تا ہم تیرے فضل کے ساتھ یقین کے میدانوں میں سبقت لے جانے والے بن جائیں اور اپنے مقاصد کی انتہا کو پہنچ جائیں اور حقائق کے دریاؤں پر وارد ہو جائیں۔

(کرامات الصادقین روحانی خزائن جلد نمبر 7 صفحہ 121) (ترجمہ از تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد اول صفحہ 192-191)

پس یہ دعا روحانیت میں ترقی، عبادت کا شوق اور ذوق اور خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کے آگے جھکنے اور ایمان میں ترقی کا باعث بنتی ہے۔

اس بات کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کہ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْن (الفاتحہ:5) میں عبودیت کی معراج کیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''پھر اللہ تعالیٰ کے الفاظ اِیَّاکَ نَعْبُد میں ایک اور اشارہ ہے اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ اس (آیت) میں اپنے بندوں کو اس بات کی ترغیب دیتا ہے کہ وہ اس کی اطاعت میں انتہائی ہمت اور کوشش خرچ کریں اور اطاعت گزاروں کی طرح ہر وقت لبیک لبیک کہتے ہوئے (اس کے حضور) کھڑے رہیں گویا کہ یہ


**THOMPSON & CO SOLICITORS**
**New Office in Morden**

**Consult us for your legal requirements**
such as Immigration & Nationality, Conveyancing , Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,Wills & Probate, Criminal Litigation .

**Contact: Anas A.Khan, John Thompson ,**
**Naeem Khan, David Brocklesby** (Member of Family Law Panal) **& David Wilson.**

Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel:020 8767 5005
Branch Office :14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch:164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
*Mobile*: 07702896350 -- *24hrs Crime Line: 07533667921*

بندے یہ کہہ رہے ہیں کہ اے ہمارے ربّ! ہم مجاہدات کرنے تیرے احکام کے بجا لانے اور تیری خوشنودی چاہنے میں کوئی کوتاہی نہیں کررہے لیکن تجھ سے ہی مدد چاہتے ہیں اور عُجب اور ریاء میں مبتلا ہونے سے تیری پناہ مانگتے ہیں اور ہم تجھ سے ایسی توفیق طلب کرتے ہیں جو ہدایت اور تیری خوشنودی کی طرف لے جانے والی ہواور ہم تیری اطاعت اور تیری عبادت پر ثابت قدم ہیں پس تو ہمیں اپنے اطاعت گذار بندوں میں لکھ لے''۔

(کرامات الصادقین روحانی خزائن جلدنمبر 7 صفحہ 121)(ترجمہ از تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلداول صفحہ 192)

پس جب یہ سوچ اور دعا ہوگی کہ اطاعت اور عبادت پر ثابت قدم ہیں اور رہنا ہے تو پھر احکامات کی بجا آوری اور عبادتوں کے معیار حاصل کرنے کی کوشش بھی ہوگی۔ ایک نماز کے بعد اگلی نماز کی ادائیگی کی فکر بھی ہوگی، جیسا کہ حدیث میں آیا ہے ایک مومن ایک نماز کے بعد اگلی نماز کی فکر کرتا ہے اور ایک جمعہ کے بعد اگلے جمعہ کی فکر کرتا ہے، ایک رمضان کے بعد اگلے رمضان کی فکر کرتا ہے تاکہ عبادتوں کا حق ادا کر سکے۔

(صحیح مسلم کتاب الطھارۃ باب الصلوات الخمس والجمعۃ الی الجمعۃ......حدیث نمبر 552)

پھر اعلیٰ اخلاق کے حصول کی کوشش بھی ہوگی اور یہی عبودیت کی معراج حاصل کرنے کی کوشش ہے۔

اور پھر اس بات کی وضاحت فرماتے ہوئے کہ یہ دعا اپنی نسلوں، اور اپنے خاندان اور اپنی جماعت کے لئے بھی ہے تاکہ سب کے سب دھارے ایک ہی طرف بہہ رہے ہوں اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے والے ہوں اور ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے والے بھی ہوں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''اور یہاں ایک اور اشارہ بھی ہے اور وہ یہ کہ بندہ کہتا ہے کہ اے میرے ربّ! ہم نے تجھے معبودیت کے ساتھ مخصوص کر رکھا ہے اور تیرے سوا جو کچھ بھی ہے اس پر تجھے ترجیح دی ہے پس ہم تیری ذات کے سوا اور کسی چیز کی عبادت نہیں کرتے اور ہم تجھے واحد و یگانہ ماننے والوں میں سے ہیں۔ اس آیت میں خدائے عزوجل نے متکلم مع الغیر کا صیغہ اس امر کی طرف اشارہ کرنے کے لئے اختیار فرمایا ہے ("ہم" کہہ کے دوسرے کو بھی جو اپنے ساتھ شامل کیا ہے تو وہ اس لئے شامل فرمایا ہے) کہ یہ دعا تمام بھائیوں کے لئے ہے نہ صرف دعا کرنے والے کی اپنی ذات کے لئے اور اس میں (اللہ تعالیٰ نے) مسلمانوں کو باہمی مصالحت، اتحاد اور دوستی کی ترغیب دی ہے اور یہ کہ دعا کرنے والا اپنے آپ کو اپنے بھائی کی خیرخواہی کے لئے اسی طرح مشقت میں ڈالے جیسا کہ وہ اپنی ذات کی خیرخواہی کے لئے اپنے آپ کو مشقت میں ڈالتا ہے۔ (اب اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْن (الفاتحہ:5) کی دعا جب انسان پڑھ رہا ہو تو دوسرے کا حق ادا کرنے کی طرف توجہ پیدا ہوگی، یہ احساس ہوگا کہ اگر مَیں نے اللہ تعالیٰ کی بندگی کا حق ادا کرنا ہے اور مَیں اپنے لئے، اپنے حقوق کے لئے، یا اپنی روحانی ترقی کے لئے یہ دعا مانگ رہا ہوں تو ساتھ ہی مَیں اپنے بھائی کے لئے بھی وہی سوچ رکھوں۔ تو جب یہ سوچ ہوگی تو ایک حسین معاشرہ پیدا ہوگا۔ فرماتے ہیں کہ یہ سوچ ہو کہ اپنے بھائی کی خیرخواہی کے لئے اسی طرح مشقت میں ڈالے جیسا کہ وہ اپنی ذات کی خیرخواہی کے لئے اپنے آپ کو مشقت میں ڈالتا ہے۔ پس جب اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْن (الفاتحہ: 5) کی صحیح سوچ ہو تو پھر کسی کے حقوق غصب کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ فرمایا'' اور اس کی (یعنی اپنے بھائی کی) ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے ایسا ہی اہتمام کرے اور بے چین ہو جیسے اپنے لئے بے چین اور مضطرب ہوتا ہے اور وہ اپنے اور اپنے بھائی کے درمیان کوئی فرق نہ رکھے اور پورے دل سے اس کا خیرخواہ بن جائے۔ گویا اللہ تعالیٰ تاکیدی حکم دیتا ہے اور فرماتا ہے اے میرے بندو! بھائیوں اور محبوں کے (ایک دوسرے کو) تحائف دینے کی طرح دعا کا تحفہ دیا کرو''۔ (اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْن (الفاتحہ:5) میں جب جمع کیا گیا ہے کہ ہم تیری عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے مدد مانگتے ہیں تو یہ دعا کا تحفہ ہے اپنے بھائیوں کے لئے۔ فرمایا'' دعا کا تحفہ دیا کرو (اور اُنہیں شامل کرنے کے لئے) اپنی دعاؤں کا دائرہ وسیع کرو اور اپنی نیتوں میں وسعت پیدا کرو۔ اپنے نیک ارادوں میں (اپنے بھائیوں کے لئے بھی) گنجائش پیدا کرو اور باہم محبت کرنے میں بھائیوں، باپوں اور بیٹوں کی طرح بن جاؤ۔

(کرامات الصادقین روحانی خزائن جلدنمبر 7 صفحہ 122-121)(ترجمہ از تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلداول صفحہ 193-192)

پھر آپ فرماتے ہیں کہ اس دعا میں تدبیر اور دعا کو جمع کر دیا ہے کیونکہ مومن تدبیر اور دعا دونوں سے کام لیتے ہیں۔ کیونکہ بغیر تدبیر کے دعا کوئی چیز نہیں اور بغیر دعا کے تدبیر کوئی چیز نہیں۔ فرمایا'' تدبیر اور دعا دونوں (کو) باہم ملا دینا اسلام ہے، اسی واسطے مَیں نے کہا ہے کہ گناہ اور غفلت سے بچنے کے لئے اس قدر تدبیر کرے جو تدبیر کا حق ہے اور اس قدر دعا کرے جو دعا کا حق ہے۔ اسی واسطے قرآن شریف کی پہلی ہی سورۃ میں ان دونوں باتوں کو مدنظر رکھ کر فرمایا ہے اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْن (الفاتحہ:5)۔ اِیَّاکَ نَعْبُدُ اسی اصل تدبیر کو بتاتا ہے اور مقدم اسی کو کیا ہے کہ پہلے انسان رعایت اسباب اور تدبیر کا حق ادا کرے مگر اس کے ساتھ ہی دعا کے پہلو کو چھوڑ نہ دے بلکہ تدبیر کے ساتھ ہی اس کو مدنظر رکھے۔ مومن جب اِیَّاکَ نَعْبُدُ کہتا ہے کہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں تو معاً اس کے دل میں گذرتا ہے کہ میں کیا چیز ہوں جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کروں جب تک اُس کا فضل اور کرم نہ ہو۔ اس لئے وہ معاً کہتا ہے اِیَّاکَ نَسْتَعِیْن۔ مدد بھی تجھ ہی سے چاہتے ہیں۔ یہ ایک نازک مسئلہ ہے جس کو بجز اسلام کے اور کسی مذہب نے نہیں سمجھا''۔

(ملفوظات جلدنمبر 3 صفحہ نمبر 521 مطبوعہ ربوہ)(الحکم 10 رفروری 1904ء صفحہ 2)

فرمایا کہ'' مومن...... تدبیر اور دعا دونوں سے کام لیتا ہے، پوری تدبیر کرتا ہے اور پھر معاملہ خدا پر چھوڑ کر دعا کرتا ہے اور یہی تعلیم قرآنِ شریف کی پہلی ہی سورۃ میں دی گئی ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْن (الفاتحہ:5) (الحکم 10 رمارچ 1904ء صفحہ 7)۔ جو شخص اپنے قویٰ سے کام نہیں لیتا ہے وہ نہ صرف اپنے قویٰ کو ضائع کرتا اور اُن کی بے حرمتی کرتا ہے بلکہ وہ گناہ کرتا ہے''۔

(ملفوظات جلدنمبر 3 صفحہ نمبر 570-569 مطبوعہ ربوہ)

پوری تدبیر اگر نہیں کرتا اور صرف اس بات پر ہی راضی ہو کہ میں دعا کر رہا ہوں اور دعا سے مسئلے حل ہو جائیں گے تو فرمایا کہ یہ بھی گناہ ہے۔ فرمایا کہ'' انسان میں نیکی کا خیال ضرور ہے۔ پس اسی خیال کے واسطے اس کو امدادِ الٰہی کی بہت ضرورت ہے۔ اسی لئے پنجوقتہ نماز میں سورۃ فاتحہ کے پڑھنے کا حکم دیا۔ اُس میں اِیَّاکَ نَعْبُدُ فرمایا اور پھر اِیَّاکَ نَسْتَعِیْن یعنی عبادت بھی تیری ہی کرتے ہیں اور مدد بھی تجھ ہی سے چاہتے ہیں۔ اس میں دو باتوں کی طرف اشارہ فرمایا ہے یعنی ہر نیک کام میں قویٰ، تدابیر، جدوجہد سے کام لیں۔ یہ اشارہ ہے نَعْبُدُ کی طرف۔ کیونکہ جو شخص نری دعا کرتا اور جدوجہد نہیں کرتا وہ بہرہ یاب نہیں ہوتا۔ جیسے کسان بیج بو کر اگر جدوجہد نہ کرے تو پھل کا امیدوار کیسے بن سکتا ہے اور یہ سنت اللہ ہے۔ اگر بیج بو کر صرف دعا کرتے ہیں تو ضرور محروم رہیں گے''۔

(ملفوظات جلدنمبر 4 صفحہ نمبر 174 مطبوعہ ربوہ) (الحکم نمبر 17۔10 رمارچ 1904ء صفحہ 6)

اب زمیندار جانتے ہیں کہ بیج بونے کے بعد کھاد دینی بھی ضروری ہے' پانی دینا بھی ضروری ہے۔ جڑی بوٹیاں بھی نکالنا ضروری ہے۔ جنگلی جانوروں سے حفاظت بھی ضروری ہے۔ پس یہ قانونِ قدرت ہر جگہ پر لاگو ہے اور یہاں بھی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ اس کو جس خوبصورتی سے اسلام نے بیان فرمایا ہے کسی اور مذہب نے بیان نہیں فرمایا۔ پھر آپ اس بات کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کہ اس دعا کو مستقل مزاجی سے کرتے رہنا چاہئے کیونکہ دعا کی قبولیت کی بھی ایک گھڑی ہے پتہ نہیں کب دعا قبول ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ کو کب کوئی ادا پسند آ جائے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْن (الفاتحہ: 5) یعنی جو لوگ اپنے رب کے آگے انکسار سے دعا کرتے رہتے ہیں کہ شاید کوئی عاجزی منظور ہو جائے تو اللہ خود ان کا مددگار ہو جاتا ہے۔ (ملفوظات جلدنمبر 3 صفحہ نمبر 374 مطبوعہ ربوہ)

پس بندے کا کام عاجزی اور انکسار سے دعا کرتے چلے جانا ہے، اُس سے مدد مانگتے چلے جانا۔ ایک اور جگہ آپ فرماتے ہیں کہ استعانت کے متعلق یہ بات یاد رکھنا چاہئے کہ اصل استمداد کا حق اللہ تعالیٰ ہی کو حاصل ہے اور اسی پر قرآنِ کریم نے زور دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْن ''۔

(ملفوظات جلدنمبر 1 صفحہ نمبر 340 مطبوعہ ربوہ) (الحکم 24 رجولائی 1902ء صفحہ 5)

پس یہ نکتہ ہے جس کو سمجھنا بہت ضروری ہے کہ مستقل مزاجی اور تکرار کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد اُس کے حضور کھڑے ہو کر مانگی جائے، اُس سے مستقل مانگتے چلے جائیں۔

ایک واقعہ ہے، حضرت مسیح موعود کے ایک صحابی تھے (نام مجھے یاد نہیں رہا) لیکن بہرحال لکھنے والے لکھتے ہیں کہ مَیں دیکھ رہا تھا کہ بیس پچیس منٹ سے وہ نماز میں کھڑے ہیں، مسجد اقصیٰ قادیان میں نفل پڑھ رہے تھے، نیت باندھی ہوئی ہے، ہاتھ باندھے ہوئے ہیں۔ تو مجھے شوق پیدا ہوا کہ قریب جا کر دیکھوں کیونکہ ہلکی سی آواز بھی اُن کی آ رہی تھی۔ جب مَیں قریب گیا تو کہتے ہیں پندرہ منٹ وہاں ساتھ بیٹھا رہا ہوں اور ہلکی آواز میں وہ صرف اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْن ہی پڑھتے چلے گئے۔ تو یہ عرفان تھا جو ان لوگوں کو حاصل ہوا جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت پائی۔

پس یہ فہم اور ادراک ہے اور یہ عرفان ہے جو ہر مومن کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اور اسی سے عبودیت کا حق ادا ہوتا ہے۔ پھر آپ یہ بیان فرماتے ہوئے کہ عبودیت کا حق کس طرح ادا ہو سکتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ کا کلام اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْن اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ تمام کی تمام سعادت خدائے ربّ العالمین کی صفات کی پیروی کرنے میں ہے (تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد اول صفحہ 197) (یا اُس کو اپنانے میں ہے)۔

پس جب بندہ تکرار سے یہ دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی صفات کا ادراک کرتے ہوئے اپنے آپ کو اُس کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کی بھی ضرورت ہے ورنہ تو یہ دہرانا ہے اور طوطے کی طرح رَٹے ہوئے الفاظ کو بولنا ہی ہوگا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے بھی اس کا عرفان حاصل کیا۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت میں جو رہے انہوں نے عرفان حاصل کیا، اللہ کے فضل سے جماعت میں اب بھی ہیں جو اس چیز کو سمجھتے ہیں اور اس طرح دعا کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

''پھر چونکہ ان درجات کے حصول میں بڑی روک ریاکاری ہے۔ (درجات کے حصول میں بڑی روک جو ہے ریاکاری ہے) جو نیکیوں کو کھا جاتی ہے اور تکبر ہے جو بدترین بدی ہے اور گمراہی ہے جو سعادت کی راہوں سے دور لے جاتی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے (اپنے) کمزور بندوں پر رحم فرماتے ہوئے جو خطاکاریوں پر آمادہ ہو سکتے ہیں اور اپنی راہ میں قدم مارنے والوں پر ترس کھا کر ان مہلک بیماریوں کی دوا کی طرف اشارہ فرمایا۔ پس اُس نے حکم دیا کہ لوگ اِیَّاکَ نَعْبُدُ کہا کریں تا وہ ریا کی بیماری سے نجات پائیں

اور اِیَّاکَ نَسْتَعِیْن کہنے کاحکم دیا تاوہ کبراور غرور سے بچ جائیں۔ پھراس نے اِھدِنَا کہنے کاحکم دیا تاوہ گمراہیوں اور خواہشات نفسانی سے چھٹکارا پائیں۔ پس اس کا قول اِیَّاکَ نَعْبُدُ خلوص اور عبودیت تامہ کے حصول کی ترغیب ہے اور اس کا کلام اِیَّاکَ نَسْتَعِیْن قوت، ثابت قدمی، استقامت کے طلب کرنے کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اور اس کا کلام اِھْدِنَا الصِّرَاط اشارہ کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے علم اور ہدایت طلب کی جائے جو وہ ازراہِ مہربانی بطور اکرام انسان کو عطا کرتا ہے۔ پس ان آیات کا ماحصل یہ ہے کہ خدا کا راہ سلوک اس وقت تک مکمل نہیں ہوسکتا اور نہ ہی وہ نجات کا وسیلہ بن سکتا ہے جب تک انتہائی اخلاص، انتہائی کوشش اور ہدایات کے سمجھنے کی پوری اہلیت حاصل نہ ہو جائے بلکہ جب تک کسی خادم میں یہ صفات نہ پائی جائیں وہ درحقیقت خدمات کے قابل نہیں ہوتا"۔

(کرامات الصادقین روحانی خزائن جلد نمبر 7 صفحہ 146) (ترجمہ از تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد اول صفحہ 199-198)

پس یہ مقام ہے عبد بننے کا جو ایک مومن کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام مقبول دعاؤں یا مقبول عبادت کی حقیقت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"واضح ہو کہ اس عبادت کی حقیقت جسے اللہ تعالیٰ اپنے کرم و احسان سے قبول فرماتا ہے (وہ درحقیقت چند امور پر مشتمل ہے) یعنی اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اس کی بلند و بالا شان کو دیکھ کر مکمل فروتنی اختیار کرنا نیز اس کی مہربانیاں اور قسم قسم کے احسان دیکھ کر اس کی حمد و ثنا کرنا اس کی ذات سے محبت رکھتے ہوئے اور اس کی خوبیوں، جمال اور نور کا تصور کرتے ہوئے اسے ہر چیز پر ترجیح دینا اور اس کی جنت کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے دل کو شیطانوں کے وسوسوں سے پاک کرنا ہے"۔

(اعجاز المسیح روحانی خزائن جلد نمبر 18 صفحہ 165) (ترجمہ از تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد اول صفحہ 201)

جب اس طرح کی عبادت ہو تو پھر فرمایا کہ تب ہی اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْن (الفاتحہ:5) کا حقیقی تصور اُبھرے گا اور انسان ان بندوں میں شامل ہوگا جو عبدالرحمان کہلانے والے ہیں۔

عبادت سے مراد کیا ہے؟ اس بارے میں مزید فرمایا کہ:

"خداوند کریم نے پہلی سورۃ فاتحہ میں یہ تعلیم دی ہے اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْن (الفاتحہ:5) اس جگہ عبادت سے مراد پرستش اور معرفت دونوں ہیں۔ (یعنی ظاہری عبادت بھی اور اُس کا عرفان حاصل کرنا بھی ضروری ہے۔) اور دونوں میں بندے کا عجز ظاہر کیا گیا ہے"۔

(الحکم 30 جون 1899 جلد نمبر 3 شمارہ نمبر 23 صفحہ نمبر 3 کالم نمبر 2)

یہ دونوں چیزیں پیدا کرو تو عجز پیدا ہوگا یا عجز ہوگا تو یہ چیزیں پیدا ہوں گی۔ پس جب ہم اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْن (الفاتحہ:5) کہیں تو یہ ظاہری عمل بھی ہو اور اس کی معرفت بھی حاصل ہونی ضروری ہے کہ کیوں ہم یہ دعا پڑھ رہے ہیں اور یہ معرفت اُس وقت حاصل ہوگی جیسا کہ مَیں نے کہا اور جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جب مکمل عجز ہوگا۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ:

"انسان خدا کی پرستش کا دعویٰ کرتا ہے مگر کیا پرستش صرف بہت سے سجدوں اور رکوع اور قیام سے ہو سکتی ہے یا بہت مرتبہ تسبیح کے دانے پھیرنے والے پرستارِ الٰہی کہلا سکتے ہیں؟ بلکہ پرستش اُس سے ہوسکتی ہے جس کو خدا کی محبت اس درجہ پر اپنی طرف کھینچے کہ اس کا اپنا وجود درمیان سے اُٹھ جائے اوّل خدا کی ہستی پر پورا یقین ہو اور پھر خدا کے حُسن و احسان پر (اللہ تعالیٰ نے کتنے احسانات ہم پر کئے ہیں) پوری اطلاع ہو۔ (ہر نعمت جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملتی ہے پتا تو ہے کہ مجھے مل رہی ہے، لیکن یہ پتا ہو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملی ہے۔ اُس کے حسن و احسان پر پوری اطلاع ہو) اور پھر اُس سے محبت کا تعلق ایسا ہو کہ سوزشِ محبت ہر وقت سینے میں موجود ہو اور یہ حالت ہر ایک دم چہرہ پر ظاہر ہو اور خدا کی عظمت دل میں ایسی ہو کہ تمام دُنیا اُسکی ہستی کے آگے مُردہ متصوّر ہو اور ہر ایک خوف اُسی کی ذات سے وابستہ ہو اور اُسی کی درد میں لذّت ہو اور اُسی کی خلوت میں راحت ہو اور اُسکے بغیر دل کو کسی کے ساتھ قرار نہ ہو۔ اگر ایسی حالت ہو جائے تو اس کا نام پرستش ہے۔ مگر یہ حالت بجُز خدا تعالیٰ کی خاص مدد کے کیونکر پیدا ہو۔ اِسی لئے خدا تعالیٰ نے یہ دُعا سکھلائی ہے اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْن (الفاتحہ:5)۔ یعنی ہم تیری پرستش تو کرتے ہیں مگر کہاں حق پرستش ادا کر سکتے ہیں جب تک تیری طرف سے خاص مدد نہ ہو۔ خدا کو اپنا حقیقی محبوب قرار دیکر اس کی پرستش کرنا یہی ولایت ہے جس سے آگے کوئی درجہ نہیں۔ مگر یہ درجہ بغیر اس کی مدد کے حاصل نہیں ہوسکتا۔ اُسکے حاصل ہونے کی یہ نشانی ہے کہ خدا کی عظمت دِل میں بیٹھ جائے۔ خدا کی محبت دِل میں بیٹھ جائے اور دِل اُسی پر توّکل کرے اور اُسی کو پسند کرے اور ہر ایک چیز پر اُسی کو اختیار کرے اور اپنی زندگی کا مقصد اُسی کی یاد کو سمجھے۔

(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 54) (بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد اول صفحہ 195-196)

پھر عبادت کے اصول کا خلاصہ بیان کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ:

"عبادت کے اصول کا خلاصہ اصل میں یہی ہے کہ اپنے آپ کو اس طرح سے کھڑا کرے کہ گویا خدا کو دیکھ رہا ہے اور یا یہ کہ خدا اسے دیکھ رہا ہے۔ ہر قسم کی ملونی اور ہر طرح کے شرک سے پاک ہو جاوے اور اسی کی عظمت اور اسی کی ربوبیت کا خیال رکھے۔ ادعیہ ماثورہ اور دوسری دعائیں خدا سے بہت مانگے اور بہت توبہ و استغفار کرے اور بار بار اپنی کمزوری کا اظہار کرے تا کہ تزکیہ نفس ہو جاوے اور خدا سے پکا تعلق پیدا ہو جاوے اور اُسی کی محبت میں محو ہو جاوے۔ اور یہی ساری نماز کا خلاصہ ہے اور یہ سارا سورۃ فاتحہ میں ہی آ جاتا ہے دیکھو اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْن میں اپنی کمزوریوں کا اظہار کیا گیا ہے اور امداد کے لئے خدا تعالیٰ سے ہی درخواست کی گئی ہے اور خدا تعالیٰ سے ہی مدد اور نصرت طلب کی گئی ہے اور پھر اسکے بعد نبیوں اور رسولوں کی راہ پر چلنے کی دعا مانگی گئی ہے اور ان انعامات کو حاصل کرنے کے لئے درخواست کی گئی ہے جو نبیوں اور رسولوں کے ذریعہ سے اس دنیا پر ظاہر ہوئے ہیں اور جو انہیں کی اتباع اور انہیں کے طریق پر چلنے سے حاصل ہو سکتے ہیں۔ اور پھر خدا تعالیٰ سے دعا مانگی گئی ہے کہ ان لوگوں کی راہوں سے بچا جنہوں نے تیرے رسولوں اور نبیوں کا انکار کیا اور شوخی اور شرارت سے کام لیا اور اسی جہان میں ہی ان پر غضب نازل ہوا۔ یا جنہوں نے دنیا کو ہی اپنا اصل مقصود سمجھ لیا اور راہِ راست کو چھوڑ دیا"۔

(الحکم 24 اکتوبر 1907 جلد نمبر 11 شمارہ نمبر 38 صفحہ نمبر 11 کالم نمبر 1)

گناہ سے نفرت ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ یہ کس طرح حاصل ہوسکتی ہے۔ اس بارے میں آپ فرماتے ہیں کہ:

"اس سے بڑھ کر کوئی نعمت انسان کے لئے نہیں ہے کہ اُسے گناہ سے نفرت ہو اور خدا تعالیٰ خود اُسے معاصی سے بچا لیوے مگر یہ بات نری تدبیر یا نری دعا سے حاصل نہیں ہوسکتی بلکہ دونوں سے مل کر حاصل ہوگی۔ جیسے کہ خدا تعالیٰ نے تعلیم دی ہے اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْن (الفاتحہ:5) جس کے یہ معنے ہیں کہ جو کچھ قویٰ خدا تعالیٰ نے انسان کو عطا کئے ہیں اُن سے پورا کام لے کر پھر وہ انجام کو خدا کے سپرد کرتا ہے اور خدا تعالیٰ سے عرض کرتا ہے کہ جہاں تک تو نے مجھے توفیق عطا کی تھی اُس حد تک تو مَیں نے اس سے کام لے لیا۔ یہ اِیَّاکَ نَعْبُدُ کے معنے ہیں اور پھر اِیَّاکَ نَسْتَعِیْن کہہ کر خدا سے مدد چاہتا ہے کہ باقی مرحلوں کے لئے میں تجھ سے استمداد طلب کرتا ہوں۔ وہ بہت نادان ہے جو کہ خدا کے عطا کئے ہوئے قویٰ سے تو کام نہیں لیتا اور صرف دعا سے مدد چاہتا ہے ایسا شخص کامیابی کا منہ کس طرح دیکھے گا؟

(البدر یکم مارچ 1904 جلد نمبر 3 شمارہ نمبر 9 صفحہ نمبر 3 کالم نمبر 1-2)

فرمایا جو شخص دعا اور کوشش سے مانگتا ہے وہی متقی ہے۔ (ملفوظات جلد نمبر 3 صفحہ 487 ایڈیشن 2003ء) اُسی کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ اگر وہ کوشش کے ساتھ دعا نہیں کرتا جیسا کہ پہلے بھی بیان ہو چکا ہے تو پھر اس کا کوئی فائدہ نہیں۔

پھر ایک جگہ آپ فرماتے ہیں کہ "اگر وہ کوششوں کے ساتھ دعا بھی کرتا ہے اور پھر اُسے کوئی لغزش ہوتی ہے تو خدا اُسے بچاتا ہے"۔ (ملفوظات جلد نمبر 3 صفحہ 487 مطبوعہ ربوہ) (البدر 24 دسمبر 1903ء صفحہ 384)

جب کوشش بھی ہو اور دعا بھی ہو تو پھر اگر کسی کمزوری کی وجہ سے لغزش ہوتی ہے، کوئی گناہ سرزد ہوتا ہے یا ہونے لگتا ہے تو فرمایا کہ پھر اللہ تعالیٰ اُسے بچا لیتا ہے۔ پس جب اپنی طرف سے پوری کوشش ہو اور اس کے ساتھ دعا ہو تو خدا تعالیٰ گناہوں سے نفرت بھی پیدا کرتا ہے اور اُن کے بدنتائج سے بھی بچا لیتا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ کی صفات اَلْحَیّ اور اَلْقَیُّوْم کا تعلق اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْن (الفاتحہ:5) سے جوڑتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ:

"جاننا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے قرآن شریف نے دو نام پیش کئے ہیں الحیّ اور القیوم۔ الحیّ کے معنے ہیں خدا زندہ اور دوسروں کو زندگی عطا کرنے والا۔ اَلْقَیُّوم خود قائم ہے اور دوسروں کے قیام کا اصلی باعث۔ ہر ایک چیز کا ظاہری باطنی قیام اور زندگی انہیں دونوں صفات کے طفیل سے ہے۔ پس حَیّ کا لفظ چاہتا ہے کہ اس کی عبادت کی جائے جیسا کہ اس کا مظہر سورۃ فاتحہ میں اِیَّاکَ نَعْبُدُ ہے اور اَلْقَیُّوم چاہتا ہے کہ اس سے سہارا طلب کیا جاوے۔ اس کو اِیَّاکَ نَسْتَعِیْن کے لفظ سے ادا کیا گیا ہے"۔

(ملفوظات جلد نمبر 2 صفحہ 160 مطبوعہ ربوہ) (الحکم ۔ 17 مارچ 1902ء صفحہ 5)

پس چاہے دنیاوی معاملات اور ترقیات ہیں یا روحانی معاملات اور ترقیات ہیں اللہ تعالیٰ کا حقیقی عبد بن کر ہی انسان ان سے فیضیاب ہوسکتا ہے۔ دنیا و آخرت کی نعمتوں کا وارث بن سکتا ہے۔ جیسا کہ پہلے بھی بیان ہوا ہے کہ رحمانیت پر شکر گزاری عبادت کی طرف راغب کرتی ہے اور رحیمیت کی طالب ہوتی ہے اور طلب ہی استعانت ہے، مدد ہے۔ اور جیسا کہ مضمون سے ظاہر ہے، یہ دنیاوی معاملات پر بھی حاوی ہے اور روحانی معاملات پر بھی حاوی ہے۔ جیسا کہ مَیں نے شروع میں بیان کیا تھا کہ نماز جو عبادت کا مغز ہے اُس کی اہمیت کے بارے میں وضاحت فرماتے ہوئے ایک اور جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

"اور سب سے افضل عبادت یہ ہے کہ انسان التزام کے ساتھ پانچوں نمازیں اُن کے اول وقت پر ادا کرنے اور فرض اور سنتوں کی ادائیگی پر مداومت رکھتا ہو اور حضورِ قلب، ذوق، شوق اور عبادت کی برکات کے حصول میں پوری طرح کوشاں رہے کیونکہ نماز ایک ایسی سواری ہے جو بندے کو پروردگارِ عالم تک پہنچاتی ہے۔ اس کے ذریعے (انسان) ایسے مقام تک پہنچ جاتا ہے جہاں گھوڑوں کی پیٹھوں پر بیٹھ کر نہ پہنچ سکتا۔ اور نماز کا شکار، (ثمرات یعنی اُس کے جو پھل ہیں) تیروں سے حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ اس کا راز قلموں سے ظاہر نہیں ہوسکتا۔ (لکھنے سے اور پڑھنے سے نہیں مل سکتا)۔ اور جس شخص نے اس طریق کو لازم پکڑا اُس نے حق اور حقیقت کو پا لیا اور اُس محبوب تک پہنچ گیا جو غیب کے پردوں میں ہے اور شک و شبہ سے نجات حاصل

کرلی۔ پس تو دیکھے گا کہ اُس کے دن روشن ہیں، اُس کی باتیں موتیوں کی مانند ہیں اور اس کا چہرہ چودھویں کا چاند ہے، اُس کا مقام صدر نشینی ہے۔ جو شخص نماز میں اللہ تعالیٰ کے لئے عاجزی سے جھکتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کے لئے بادشاہوں کو جھکا دیتا ہے اور اُس مملوک بندے کو مالک بنا دیتا ہے''۔

(اعجاز المسیح روحانی خزائن جلد نمبر 18 صفحہ 167-165)(ترجمہ از تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد اول صفحہ 202-201)

یہ بھی اعجاز المسیح کا عربی حوالہ ہے، اس کا ترجمہ ہے۔

نماز بیشک افضل عبادت تو ہے، بندے کو خدا کے قریب کرنے کا ذریعہ بھی ہے لیکن بعض لوگوں کو اللہ تعالیٰ خود ہی فرماتا ہے کہ اُن کی نمازیں قبول نہیں ہوتیں۔ اس لئے کہ اُس کا حق ادا نہیں ہوتا۔ بعض لوگ خود کہتے ہیں کہ نماز میں مزہ نہیں آتا۔ وہ کیفیت پیدا نہیں ہوتی جو ہونی چاہئے۔ اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''بعض لوگ کہتے ہیں کہ نماز میں لذت نہیں آتی مگر مَیں بتلاتا ہوں کہ بار بار پڑھے اور کثرت کے ساتھ پڑھے۔ تقویٰ کے ابتدائی درجے میں قبض شروع ہو جاتی ہے اُس وقت یہ کرنا چاہئے کہ خدا کے پاس اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْن کا تکرار کیا جائے۔ شیطان کشفی حالت میں چور یا قزاق دکھایا جاتا ہے اس کا استغاثہ جنابِ الٰہی میں کرے کہ یہ قزاق لگا ہوا ہے تیرے ہی دامن کو پنجہ مارتے ہیں جو اس استغاثہ میں لگ جاتے ہیں اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے ہیں مشغول ہو جاتے ہیں دعاؤں میں شیطان کے خلاف۔ فرمایا جو اس استغاثہ میں لگ جاتے ہیں اور تھکتے ہی نہیں وہ ایک قوت اور طاقت پاتے ہیں جس سے شیطان ہلاک ہو جاتا ہے مگر اس قوت کے حصول اور استغاثے کے پیش کرنے کے واسطے ایک صدق اور سوز کی ضرورت ہے۔ (سچائی بھی ہو اور بڑی درد ہو اس دعا کو مانگنے کے لئے) اور یہ چور کے تصور سے پیدا ہوگا''۔ (یہ درد کس طرح پیدا ہوگا؟ یہ سچائی سے آگے اللہ تعالیٰ کے حضور جھکنا کس طرح پیدا ہوگا؟ جب یہ تصور کیا جائے کہ شیطان چور کی طرح میرے پیچھے پڑ گیا ہے۔)'' اور (یہ چور کے تصور سے پیدا ہوگا جو ساتھ لگا ہوا ہے)۔ وہ گویا ننگا کرنا چاہتا ہے اور آدم والا ابتلاء لانا چاہتا ہے۔ اس تصور سے روح چلا کر بول اُٹھے گی۔ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْن''۔ (الحکم 17 فروری 1901 جلد نمبر 5 شمارہ نمبر 6 صفحہ نمبر 2 کالم نمبر 3)

جیسا کہ پہلے بھی مَیں نے مثال دی کہ صحابہ یا جن لوگوں کو عرفان حاصل ہے وہ کس طرح نماز میں اسی لفظ کو بار بار دہراتے چلے جاتے ہیں تا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کا بھی حق ادا کریں اور اُس سے مدد چاہتے ہوئے شیطان سے بھی بچیں اور پھر مزید اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنتے چلے جائیں۔

پھر آپ نے ایک جگہ فرمایا ''نمازوں میں اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْن کا تکرار بہت کرو۔ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْن خدا تعالیٰ کے فضل اور گمشدہ متاع کو واپس لاتا ہے جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی مثال دی تھی کہ یہ بار بار کا جو تکرار ہے یہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ گمشدہ متاع کو واپس لاتا ہے۔ جو سامان انسان سے کھویا گیا ہے اُس کو اِیَّاکَ نَعْبُدُ واپس لے کے آتا ہے''۔

(ملفوظات جلد نمبر 2 صفحہ 469 مطبوعہ ربوہ)

اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے بیان فرمودہ ان شہ پاروں کو، جواہر پاروں کو اپنی زندگیوں پر لاگو کرنے والا بنائے اور ہم خدا تعالیٰ کے اُن بندوں میں شامل ہو جائیں جن کو ہر آن اللہ تعالیٰ کی استعانت حاصل رہتی ہے اور جنہیں اللہ تعالیٰ اپنی پناہ میں رکھتا ہے۔ اور اس رمضان سے ہم بھرپور فائدہ اُٹھانے والے ہوں۔ جو بقیہ دن رہ گئے ہیں ان میں خاص طور پر دعاؤں پر بہت زور دیں۔

---

بقیہ:دورہ جرمنی از صفحہ نمبر 16

وہ نہ صالحات میں شمار ہو سکتی ہے، نہ قانتات میں شمار ہو سکتی ہے، نہ اُس نسل کی حفاظت کا حق ادا کر سکتی ہے جس کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے اُس پر ڈالی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عورت اپنے گھر کی نگران ہے اور اُس کے بارے میں اُس سے پوچھا جائے گا اور بچوں کی حفاظت اور تربیت کی بہت بڑی ذمہ داری عورت پر ہے۔ پس ہر احمدی عورت کو اس بات کو سامنے رکھنا چاہئے، اسی طرح ہر لڑکی جس کی ابھی شادی نہیں ہوئی، نوجوانی کی عمر کو پہنچی ہوئی ہے اُس کا شمار حافظات اور فرمانبرداروں میں تب ہوگا جب وہ اپنے تقدس کی حفاظت کر رہی ہوگی۔ گھر سے باہر نکلتے ہوئے اُس کو اللہ تعالیٰ کا خوف ہوگا۔ اُس کا لباس اُس کے تقدس کی پہچان ہوگی۔ یہ نہیں کہ مغربی معاشرے سے متاثر ہو کر اپنے لباسوں کو اتار دو، اپنے تقدس کا خیال نہ رکھو، اپنی حیا کا خیال نہ رکھو۔ نہیں۔ جب یہ چیزیں ہوں گی تبھی آپ صالحات کہلائیں گی، تبھی قانتات کہلائیں گی، تبھی حفاظت کرنے والی کہلائیں گی۔ بیشک ماں باپ، بڑے رشتہ دار یا جماعت کے افراد کسی کو نہیں دیکھ رہے، لیکن ہمیشہ یہ یاد رہے کہ خدا تعالیٰ دیکھ رہا ہے جو ہر غیب کا علم رکھتا ہے۔ وہ خدا دیکھ رہا ہے جو تمہارے ہر عہد کے بارے میں تم سے پوچھے گا۔ اور ہر احمدی عورت اور مرد نے تقویٰ پر چلنے کا عہد کیا ہے۔ اس لئے اپنی حالتوں پر نظر رکھنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ ورنہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ہر ایک اپنے بوجھ اُٹھا کر اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہوگا اور یہ بڑے خوف کا مقام ہے۔ دنیا کی دولت، مال اسباب یہیں رہ جانے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حضور نیک اعمال ہی پیش ہونے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: پس توبہ استغفار سے ہمیں اپنے اعمال کو بہتر کرنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس مضمون کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتا ہے کہ وَمَن تَابَ وَعَمِلَ صَالِحاً فَاِنَّہٗ یَتُوبُ اِلَی اللّٰہِ مَتَاباً کہ اور جو توبہ کرے اور نیک اعمال بجالائے وہی ہے جو حقیقی مومن ہوتا ہے۔

پس حقیقی توبہ صرف زبانی توبہ نہیں ہے بلکہ اعمالِ صالحہ کے ساتھ اُس کو سجانے کی ضرورت ہے۔ اب جس نے حقیقی توبہ کی ہے وہ ہمیشہ اپنی غلطیوں اور کوتاہیوں کو سامنے رکھے گی۔ اس لئے کہ یہ بات اُس عمل سے اسے کراہت دلوائے گی، نفرت پیدا کرے گی۔ اور جب کراہت پیدا ہوگی تو پھر اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے صدقہ اور خیرات کی طرف توجہ ہوگی۔ وہ عمل جو خدا تعالیٰ کو ناپسندیدہ ہیں کبھی نہ کرنے کا وہ عہد بھی کرے گی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا پھر بعض لوگ ہیں، بعض عورتیں ہیں اپنی بعض رنجشوں میں مثلاً اُن کی یہ عادت ہوتی ہے کہ دوسروں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں یا کوشش کرتی ہے۔ دلوں میں کینے اور بُغض پنپتے رہتے ہیں۔ حقیقی توبہ یہ ہے کہ جن سے رنجشیں ہیں اُن سے نہ صرف صلح کرو بلکہ اُن کے نقصان کا ازالہ کرو۔ اور یہ ازالہ اُس توبہ کے ساتھ جب ہوگا تو وہی نیک عمل ہوگا، وہی عملِ صالح ہوگا۔ بعض خاوند، بیویاں، ساس، بہوئیں، نندیں، بھابیاں مجھے تو خط لکھ دیتی ہیں کہ ہم سے غلطی ہوگئی اور ہم آئندہ ایسا کریں گی یا نہیں کریں گے لیکن جن کو نقصان پہنچایا ہوتا ہے یا جس کو نقصان پہنچانے کی کوشش ہوتی ہے، اس سے نہ معافی مانگتی ہیں، نہ اظہارِ ندامت کرتی ہیں۔ بہرحال اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے، مَردوں کو بھی، عورتوں کو بھی، کیونکہ مَردوں کا بھی یہی حال ہے۔ دنیاوی لالچ اس طرح غالب آجاتی ہیں کہ خدا کا خوف بالکل ختم ہو جاتا ہے۔ ظاہری طور پر تو معذرت بھی بعض دفعہ بعض لوگ کر لیتے ہیں لیکن بُغض اور کینے جیسا کہ میں نے کہا اندر ہی اندر پک رہے ہوتے ہیں اور جب بھی موقع ملے پھر نقصان پہنچانے کی کوشش ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حقیقی توبہ کو مشروط کر دیا ہے نیک عمل کے ساتھ، کہ اگر نیک عمل ہوگا تو حقیقی توبہ ہوگی۔ اگر کسی غلطی کا مداوا اور ازالہ ہوگا تو پھر ہی توبہ قبول ہوگی۔ اور جب یہ ہو تو پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایسے لوگ حقیقی رنگ میں اللہ تعالیٰ کی طرف جھکنے والے ہیں۔ اس بارے میں اَور بھی جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ پس ایسی توبہ اور استغفار کی ہمیں ہر وقت تلاش رہنی چاہئے جو حقیقی توبہ ہو۔ جیسا کہ مَیں نے کہا اللہ تعالیٰ ایک جگہ فرماتا ہے۔ وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اھْتَدٰی کہ اور یقیناً میں بہت بخشنے والا ہوں اُسے جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور نیک عمل بجالائے پھر ہدایت پر قائم رہے۔ اب یہاں فرمایا کہ ہدایت پر قائم رہے۔ پس مزید واضح کر دیا کہ توبہ کے ساتھ عملِ صالح ضروری ہے اور عملِ صالح کی مزید یہاں ہدایت فرما دی، تلقین فرما دی کہ کوئی غلط فہمی نہ رہے کہ میں نے آگے بڑھ کر صلح کر لی ہے بلکہ فرمایا کہ یہ جو ہدایت کا کام تم نے کیا ہے، یہ عملِ صالح اگر تم نے کیا ہے، تمہارے نزدیک یہ عملِ صالح ہے تو یہ ایک دفعہ کا عمل نہیں ہے کہ توبہ کر لی اور میں نے صلح کر لی اور معافی مانگ لی، بلکہ پھر اس پر قائم بھی رہنا ہے، ہمیشہ کے لئے قائم رہنا ہے۔ ہدایت پر قائم رہنا تمہیں پھر خدا تعالیٰ کا قرب دلائے گا۔

پس دل صاف ہونے کا دعویٰ تبھی قابلِ قبول ہے جب اس پر قائم بھی ہو اور ہدایت پر نہ صرف قائم ہو بلکہ عملِ صالح ہر عورت کی، ہر مرد کی، ہر احمدی کی ایک پہچان بن جائے اور یہ پہچان دوسروں کے لئے بھی سبق اور نمونہ ہو۔ اب ہر کوئی اپنے دل کو ٹٹول کر دیکھ سکتا ہے کیونکہ اگر حقیقت میں پاک دل ہو کر اپنے دل کو ٹٹولا جائے تو اپنے ضمیر کا فیصلہ سب سے اچھا فیصلہ ہوتا ہے بشرطیکہ دل صاف ہو، بشرطیکہ خدا تعالیٰ کا خوف ہو کہ کیا میری توبہ حقیقی ہے؟ کیا میرا عملِ صالح اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ہے؟ اور اگر ہے تو کیا مَیں خالصتاً للہ اب نیکیوں کو اختیار کرنے اور برائیوں کو چھوڑنے پر سختی سے قائم ہوں؟ کچھ عرصے کے بعد جب آدمی جائزہ لیتا ہے تو پتہ لگ جاتا ہے کہ قائم ہوں کہ نہیں ہوں۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایسے لوگوں کا ایک ٹیسٹ ہے جو ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں، توبہ کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں، ہدایت پر قائم ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور وہ ٹیسٹ یہ ہے کہ لَایَشْھَدُوْنَ الزُّوْرَ کہ جھوٹی گواہی نہیں دیتے۔ اللہ تعالیٰ ایک جگہ گواہی کے متعلق فرماتا ہے کہ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْا قَوَّامِیْنَ بِالْقِسْطِ شُھَدَآءَ لِلّٰہِ وَلَوْ عَلٰٓی اَنْفُسِکُمْ اَوِالْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ کہ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کی خاطر گواہ بنتے ہوئے انصاف کو مضبوطی سے قائم کرنے والے بن جاؤ خواہ خود اپنے خلاف گواہی دینی پڑے یا والدین اور قریبی رشتہ داروں کے خلاف گواہی دینی پڑے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا پس دیکھیں یہ خوبصورت تعلیم اللہ تعالیٰ نے ہمیں دی ہے۔ ہم دنیا کو بتانے کے لئے تو یہ دعوے کرتے رہتے ہیں کہ اسلام کی یہ خوبصورت تعلیم ہے، اسلام کی وہ خوبصورت تعلیم ہے اور جماعت احمدیہ دنیا میں انصاف اور محبت کا پرچار کرتی ہے لیکن اگر ہمارے عمل ہمارے قول کے خلاف ہیں تو ہم اپنے نفس کو بھی دھوکہ دے رہے ہیں اور دنیا کو بھی دھوکہ دے رہے ہیں۔ اب یہ بڑا مشکل مسئلہ ہے کہ انسان اپنے خلاف گواہی دے۔ صلح بھی کر لی، توبہ بھی کر لی، عملِ صالح بھی کر لیا، لیکن کچھ عرصہ بعد کہیں ایسا موقع آئے جہاں سچ بول کر اپنے خلاف گواہی دینی پڑے تو دل کو ٹٹولیں کہ کیا ہم ایسے ہیں جو سچائی پر قائم رہتے ہوئے اپنے خلاف گواہی دینے والے بنیں گے۔ عموماً دیکھا گیا ہے کہ لوگ تو جھوٹ بول کر اپنے آپ کو بچاتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم اگر اپنے گھروں میں امن قائم کرنا چاہتی ہو یا اپنے معاشرے میں امن قائم کرنا چاہتی ہو تو کبھی جھوٹ کا سہارا نہ لو یہاں تک کہ اپنے خلاف بھی گواہی دینی پڑے تو دو۔ اپنی غلطی کا اعتراف کرو۔ اپنے والدین کے خلاف گواہی دینی پڑے تو دو۔ اپنے قریبی دوستوں، رشتہ داروں کے خلاف گواہی دینی پڑے تو دو۔ اگر اس ایک بات کو ہر احمدی عورت اور مرد پلّے باندھ لے تو گھروں کے فساد ختم ہو جائیں۔ قضا میں معاملات آتے ہیں، اکثر میں نے دیکھا ہے، بات کو طول دینے کے لئے اپنے حق میں فیصلے کروانے کے لئے جھوٹ پر بنیاد ہو جاتی ہے۔ بعض دفعہ عورت کی طرف سے بھی اپنے کیس کو مضبوط کرنے کے لئے جھوٹ بولا جا رہا ہوتا ہے اور مرد کی طرف سے بھی اپنے معاملے کو مضبوط کرنے کے لئے جھوٹ بولا جا رہا ہوتا ہے۔ اور پھر وکیل اور مشورہ دینے والے دوسرے لوگ جو اس کام پر مقرر کئے جاتے ہیں، وہ اس پر سونے پر سہاگہ، وہ اپنی برتری ثابت کرنے کے لئے کہ ہم نے بڑا اچھا کیس لڑا جھوٹ کی ترغیب دلاتے ہیں یا جھوٹے کیس بنا لیتے ہیں یا اپنے پاس سے بھی خود کچھ نہ کچھ add کر لیتے ہیں۔ وکیل تو اپنی برتری اس لئے سمجھتے ہیں کہ اگر یہ کیس ہم جیت گئے تو ہماری بڑی واہ واہ ہو جائے گی اور ہمارا کام چمکے گا۔ گویا یہاں انہوں نے شرک شروع کر دیا اور جھوٹ کو اپنا رازق بنا لیا۔ لوگ کہیں گے بڑا اچھا وکیل ہے۔ تو اس طرح معاملات ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں نہ ہو تو برائیاں پھر پھیلتی چلی جاتی ہیں۔ پس اللہ فرماتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں رکھتے ہو تو اللہ تعالیٰ کی خاطر انصاف کے تقاضے پورے کرو اور اپنی اناؤں کے جال میں نہ پھنسو۔ اگر نہیں پھنسو گے اگر حقیقت میں ہر احمدی مرد اور عورت اس طرف توجہ دے تو بہت سے مسائل بڑی آسانی سے حل ہو سکتے ہیں۔ مثلاً عائلی معاملات میں بہت فکرمندی پیدا کرنے والی صورت پیدا ہو رہی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ آج کل ہر جگہ یہ صورتحال ہے اور جرمنی بھی اس میں شامل ہے۔ صبر نہیں رہا آج کل، حوصلہ نہیں رہا، برداشت نہیں

رہی۔ اگر ایک فریق زیادتی کرتا ہے تو دوسرا فریق پھر نہلے پہ دہلا ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ خلع اور طلاقوں کی تعداد بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ یہ خوفناک صورتحال ہے۔ یہ ایک جگہ قائم نہیں بلکہ میں نے جائزہ لیا ہے ہر سال خلع اور طلاقوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔ دونوں فریق کچھ سچ کچھ جھوٹ بول کر اپنا کیس مضبوط کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور پھر آپس میں بعض غلط بیانیاں کر کے اپنا اعتماد ایک دوسرے کے لئے کھو دیتے ہیں۔ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ میرے لئے یہ بات قابلِ فکر اس لئے ہے کہ خلع کی تعداد جماعت میں بہت بڑھ رہی ہے اور خلع لڑکیوں کی طرف سے، عورتوں کی طرف سے لیا جاتا ہے۔ جیسا کہ مَیں نے بتایا جرمنی میں بھی افسوسناک صورتحال ہے۔ بعض لڑکیاں والدین کے کہنے پر شادی کر لیتی ہیں، پہلے سچ بولنے اور حق کہنے کی جرأت نہیں ہوتی اور جب شادی ہو جاتی ہے پھر بعض ایسی حرکتیں کرتی ہیں جن سے میاں بیوی میں اعتماد میں کمی ہو جاتی ہے اور پھر لڑائیاں بڑھنی شروع ہو جاتی ہیں۔ بعض دفعہ پاکستان سے رشتے کر کے آ جاتی ہیں جماعتی جائزے نہیں لئے جاتے، رپورٹیں نہیں لی جاتیں۔ پھر کہا جاتا ہے کہ جماعت نے ہماری مدد نہیں کی۔ یہاں سے بعض لڑکے لڑکیوں کو بلا لیتے ہیں، اُن سے زیادتیاں کرتے ہیں اور پھر طلاقیں ہو جاتی ہیں۔ تو دونوں طرف سے ایک ایسی خوفناک صورتحال پیدا ہو رہی ہے جس کی جماعت کو فکر کرنی چاہئے۔

بعض دفعہ شادی کے بعد لڑکیاں بتاتی ہیں کہ ہمیں یہ رشتہ پسند نہیں ہے۔ ماں باپ نے کہا مجبوری تھی۔ بعض لڑکے بھی شادی کے بعد بتاتے ہیں۔ لڑکوں میں بھی اتنی جرأت نہیں ہے، یا پھر اُن کو پتہ چلتا ہے کہ وہ لڑکے یا لڑکی کہیں اور involve ہیں یا کسی دوسرے رشتہ کو پسند کرتے ہیں۔ تو اپنی پسند کے رشتے وہ شروع میں بتا دیں، تو کم از کم دو گھروں کی زندگیاں برباد تو نہ ہوں۔ اور پھر ایسے بھی معاملات ہیں جہاں ماں باپ کو پہلے پتہ ہوتا ہے، لیکن اس خیال سے شادی کروا دیتے ہیں کہ بعد میں ٹھیک ہو جائے گا لیکن یہ ہوتا نہیں ہے۔ لڑکا ہو یا لڑکی ٹھیک تو نہیں ہوتے البتہ دونوں میں سے کسی ایک کی زندگی برباد ہو جاتی ہے۔ ایسے بھی ہیں جو پاکستان میں بڑا اچھا کام کرتے ہیں۔ یہاں کی رہنے والی لڑکیاں اُن کے کام چھڑوا کر اُن کو وہاں سے بلوا لیتی ہیں، اور یہاں آ کر پھر اُن کو کچھ بھی نہیں ملتا۔ پھر لڑائیاں گھروں میں شروع ہو جاتی ہیں۔ لڑکیاں تو رخصت ہوا کرتی ہیں گھروں سے، اگر رخصت نہیں ہو سکتیں تو پھر ایسے دور کے رشتوں میں شادی نہ کریں۔ پھر یہیں یورپ میں رشتے تلاش کریں۔ پھر ایسے بھی لڑکے ہیں جو تعلیم وغیرہ کے بارہ میں جھوٹ بول کر رشتہ کر لیتے ہیں۔ غلط بیانی کرتے ہیں کہ ہماری اتنی تعلیم ہے اور جب یہاں آتے ہیں تو پتہ لگتا ہے کہ کیونکہ احمدی لڑکیاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے زیادہ پڑھی لکھی ہیں، لڑکے نکمّے ہوتے ہیں، وہ پڑھے لکھے نہیں، پھر رشتوں میں دراڑیں پڑتی ہیں۔ تو جھوٹ ایک ایسی بنیاد ہے جو رشتوں میں دراڑیں ڈال رہا ہے اور چھوٹی چھوٹی باتوں پر یہ ہوتا ہے۔ پھر ایسی لڑکیاں


MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269


بھی ہیں پاکستان میں بھی جو یہاں باہر آنے کے لئے رشتے کر لیتی ہیں تو پاکستان سے آنے والی لڑکیاں بھی سوچ سمجھ کر آیا کریں۔ غرض دونوں طرف سے جھوٹ بولا جاتا ہے اور یہ ایک جھوٹ کئی گھروں کو برباد کرنے کا باعث بن جاتا ہے۔ پھر جیسا کہ مَیں نے کہا جب مقدمے چلتے ہیں، خلع طلاق کی کارروائی ہوتی ہے تو پھر بجائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی خاطر حق بات بتائی جائے، ایک دوسرے پر اپنے حقوق ثابت کرنے کے لئے غلط الزامات لگائے جاتے ہیں۔ جہیز بری کے مطالبوں کے لئے کہ یہ سامان ہمیں واپس کرو، وہ سامان واپس کرو بعض دفعہ غلط بیانی سے کام لیا جاتا ہے۔ بعض لڑکوں سے بڑی بڑی رقمیں حق مہر رکھوا لیا جاتا ہے۔ کونسا ہم نے لینا ہے۔ اگر لینا نہیں تو یہ بھی جھوٹ ہے۔ حق مہر مقرر ہی اس لئے کیا جاتا ہے کہ عورت لے اور یہ عورت کا حق ہے، اُس کو لینا چاہئے۔ یہ کہہ دیتی ہیں ہم نے حق مہر معاف کر دیا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک صحابی نے کہا حق مہر میری بیوی نے معاف کر دیا۔ آپ نے کہا کہ جا کے پہلے بیوی کے ہاتھ پر حق مہر رکھو، پھر اگر وہ واپس کرتی ہے تب حق مہر معاف ہوتا ہے۔ نہیں تو نہیں۔ خیر انہوں نے قرض لے کر جا کر دو بیویاں تھیں بیچارے کی، جب دونوں کے ہاتھ میں برابر کا حق مہر رکھ دیا اور کہا واپس کر دو، تم معاف کر چکی ہو۔ انہوں نے کہا ہم تو اس لئے معاف کر چکی تھیں کہ ہمارا خیال تھا کہ تمہیں دینے کی طاقت نہیں ہے اور تم دو گے نہیں۔ تو اب تو تم نے دے دیا ہے تو دوڑ جاؤ۔ تو پھر وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آئے۔ آپ بڑے ہنسے اور آپ نے کہا ٹھیک ہے، ایسا ہی ہونا چاہئے تھا۔ تو حق مہر لینے کے لئے ہوتا ہے، حق مہر معاف کرنے کے لئے نہیں ہوتا۔ اور یہ عورت کا حق ہے کہ لے۔ جنہوں نے معاف کرنا ہے وہ پہلے یہ کہیں کہ ہمارے ہاتھ پر رکھ دو پھر اگر اتنا کھلا دل ہے، حوصلہ ہے تو پھر واپس کر دیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ بہرحال جب حق مہر زیادہ رکھوائے جاتے ہیں تو جب فیصلے ہوتے ہیں خلع طلاق کے قضا کو یہ اختیار ہے کہ اگر کسی شخص کی حیثیت نہیں ہے اور ناجائز طور پر حق مہر رکھوایا گیا تھا تو اُس حق مہر کو خود مقرر کر دے، اور یہ ہوتا ہے۔ بعض ایسے بھی ہیں جو عدالت میں اپنے مفادات لے لیتے ہیں اور لے لیتی ہیں، لڑکیاں بھی اور لڑکے بھی، اور پھر اس کے بعد کہتے ہیں ہمارا شرعی حق یہ بنتا تھا۔ پھر جماعت میں بھی آ جاتے ہیں۔ اگر شرعی حق بنتا تھا تو پھر شرعی حق لو یا قانونی حق لو۔ بعض دفعہ قانونی حق شرعی حق سے زیادہ ہو جاتا ہے اس لئے بہرحال ایک طرف کا لینا چاہئے۔ ظلم جو ہے وہ نہیں ہونا چاہئے۔ زیادتی نہیں ہونی چاہئے۔ نہ ایک فریق پر، نہ لڑکے پر، نہ لڑکی پر۔ پھر اس کے لئے جھوٹ کا سہارا لیا جاتا ہے۔ پس یہ ایسے کراہت والے کام ہیں کہ ان کو دیکھ کر ایک شریف شخص کراہت کے علاوہ کچھ نہیں کر سکتا۔

پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم کہتے ہو کہ اے خدا! مجھے معاف کر دے، میری برائیوں کو دور کر دے، میں توبہ کرتا ہوں، تو جن باتوں سے توبہ کر رہی ہو یا کر رہے ہو اُس کے مقابلے پر اعمالِ صالحہ پیش کرو تا کہ سمجھا جائے کہ توبہ حقیقی ہے۔ تم تو اپنے دنیاوی معاملات میں محض دنیاوی فائدے اُٹھانے کے لئے جھوٹ کا سہارا لیتے ہو۔ پھر توبہ کیسی؟ جبکہ ایک مومنہ اور ایک مومن کی شان تو یہ ہے کہ اگر بامر مجبوری ایسی باتوں سے واسطہ پڑ بھی جائے، طلاق اور خلع گو اسلام میں جائز ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے اور مکروہ ہے۔ تو پھر انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے، خدا تعالیٰ کا خوف دل میں رکھتے ہوئے حق بات کہو۔ سچ کو کبھی ہاتھ سے نہ جانے دو، کیونکہ مومن کی یہ شان ہے کہ وہ جھوٹ نہیں بولتا۔

پھر فرماتا ہے وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا کہ مومن کی یہ شان بھی ہے کہ جب وہ لغو بات کے پاس سے گزرتے ہیں تو وقار کے ساتھ بغیر اُن پر توجہ دیئے گزر جاتے ہیں۔ جب مومن کو چھوٹی چھوٹی دنیاوی باتوں میں الجھا کر نیکیوں سے دور کرنے کی کوشش کی جاتی ہے تو ایک مومن ان میں الجھتا نہیں بلکہ صَرفِ نظر کرتے ہوئے وہاں سے گزر جاتا ہے، اپنا پلو بچا کر وہاں سے گزر جاتا ہے۔ بجائے اس کے کہ جھوٹ کے مقابلے میں جھوٹ گھڑے ایک مومن کا جواب ہمیشہ یہ ہوگا کہ یہ کراہت کا کام ہے، گناہ کا کام ہے، اللہ تعالیٰ مجھے اس سے محفوظ رکھے۔ اور جب یہ رویہ ہوگا تو جھگڑوں میں طُول پیدا نہیں ہوگا، معاشرے میں امن پیدا ہوگا، گھروں میں امن پیدا ہوگا۔ اگر معاملات اس انتہا پر پہنچ چکے ہیں کہ قاضی کے پاس ہیں تو عدالت میں جا کے جو حق بات ہے وہ کہنی چاہئے، اور بس اس کے علاوہ کچھ نہیں۔ ایسے بھی بعض ٹیڑھے قسم کے لوگ ہوتے ہیں کہ قضا میں جب اُن کی تسلی کا فیصلہ نہیں ہوتا تو باہر نکل کر دوسرے فریق کو لڑائی میں الجھانے کی کوشش کرتے ہیں تا کہ لڑائی ہو اور پھر ایک نیا مقدمہ کر کے اُسے مقدمات میں پھنسایا جائے اور اُس کو طول دیا جائے۔ ایسی صورت میں مومن کو یہی حکم ہے کہ اگر حقیقی مومن ہو تو طرح دے کر گزر جاؤ، کسی طرح بہانہ بنا کر وہاں سے چلے جاؤ، ہٹ جاؤ۔ اگر پھر بھی کوئی باز نہ آئے تو حُکّام سے یا انتظامیہ سے رابطہ کرو لیکن خود سے کسی قسم کی لڑائی میں براہِ راست کسی احمدی کو ملوث نہیں ہونا چاہئے۔ بعض عورتیں اگر لڑتی نہیں ہیں تو گالم گلوچ بھی کر لیتی ہیں، یہ نہیں ہونی چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

”جب انسان کسی کا مقابلہ کرتا ہے تو اسے کچھ نہ کچھ کہنا ہی پڑتا ہے“ (جب لڑائی ہوگی تو ظاہر ہے کچھ نہ کچھ ایک بولے گا دوسرا بھی بولے گا) ”جیسے مقدمات میں ہوتا ہے“ فرمایا ”اس لئے آرام اس میں ہے کہ تم ایسے لوگوں کا مقابلہ ہی نہ کرو۔ سدّباب کا طریق رکھو اور کسی سے جھگڑا مت کرو۔ زبان بند رکھو۔ گالیاں دینے والے کے پاس سے گزر جاؤ“۔ وہ گالیاں دے رہا ہے اس کے پاس سے گزر جاؤ، ”گویا سنا ہی نہیں“۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 131 ایڈیشن 2003ء)

اب یہ بہت مشکل کام ہے لیکن اگر اللہ تعالیٰ کی رضا مقصود ہو تو پھر اپنی طبیعت پر جبر کرنا پڑتا ہے۔ پس اگر دل میں تقویٰ ہے تو ناجائز غصہ سے انسان کو تقویٰ باز رکھتا ہے۔ یہ انسان کی فطرت ہے کہ اُسے غصہ آ جاتا ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کچھ نہ کچھ جواب دو گے۔ لیکن اگر انسان اُس جگہ کھڑا رہے جہاں غصہ دلانے والی حرکات ہو رہی ہیں تو پھر ایک وقت آئے گا غصہ میں خود بخود بھڑک جائے گا۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ اپنے آپ کو بھی غصہ سے بچانے کے لئے وقار سے ایسی جگہوں سے اُٹھ کر چلے جاؤ۔

پھر اللہ تعالیٰ مومن کی شان بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّ عُمْيَانًا کہ اور وہ لوگ جب اُن کو اُن کے ربّ کی ہدایات یاد دلوائی جاتی ہیں تو بہرے اور اندھے ہو کر نہیں گرتے۔ جب بھی کوئی حکم اُن کے سامنے اُن کے رب کے حوالے سے پیش کیا جاتا ہے تو اُس کو غور سے سنتے ہیں۔ توبہ کرنا، جھوٹ سے بچنا، لغویات سے بچنا یہ چند حکم ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے بے شمار احکامات ہیں جن کو سامنے رکھتے ہوئے نصیحت کی جاتی ہے اور جن کے بارے میں اس زمانے کے امام اور مسیح و مہدی نے فرمایا کہ جو ان احکام پر عمل کرنے کی کوشش نہیں کرتا اُس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

پس ہم احمدی کسی دنیاوی فائدے کے لئے احمدی نہیں ہوئے، جہاں جماعت پر سختیاں کی جا رہی ہیں وہ لوگ اپنے ایمان کی حفاظت کرتے ہوئے اُن سختیوں کو برداشت کر رہے ہیں، کیا اس کے مقابلے پر اُن کو کوئی دنیاوی فائدہ بھی مل رہا ہے؟ ہرگز نہیں۔ پس جب ہم دنیاداروں کے ظلم اس لئے سہہ رہے ہیں کہ زمانے کے امام کی بیعت میں آ کر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کریں، اُس پیشگوئی کو پورا کریں جو خدا تعالیٰ اور اس کے رسول نے کی ہے کہ آخری زمانے میں جو مسیح و مہدی آئے اُسے قبول کرنا تو پھر یہ تو نہیں ہو سکتا کہ اُس آنے والے کی باتوں کی طرف توجہ نہ دیں۔ آپؑ اپنی جماعت کا ایک معیار دیکھنا چاہتے ہیں جس کی آپ نے بارہا نصیحت فرمائی ہے۔ ایک جگہ فرمایا کہ سوائے وے تمام لوگو! جو اپنے تئیں میری جماعت شمار کرتے ہو آسمان پر تم اُس وقت میری جماعت شمار کئے جاؤ گے جب سچ مچ تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے۔ پس تقویٰ پر جب ہم چلیں گے تو قرآنِ کریم کے احکامات پر عمل کرنے والے ہوں گے۔ اُن لوگوں کی طرح نہیں ہوں گے جو ایک کان سے بات سنتے ہیں اور دوسرے سے نکال دیتے ہیں۔ پس اگر ہماری عورتیں اس بات کو اچھی طرح سمجھ لیں کہ ہم نے ہر کام خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے کرنا ہے، ہم نے تمام احکامات پر عمل کرنا ہے، ہم نے زمانے کے امام کی نصائح پر عمل کرنا ہے تو ایک انقلاب پیدا ہو سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اللہ تعالیٰ کے نشانوں میں سے ایک نشان ہیں جو آپ کو نہیں مانتا وہ بہروں اور اندھوں میں شامل ہے، لیکن ہم یہ دعویٰ کر کے پھر آپ کی باتوں پر عمل نہیں کرتے، آپ کی خواہشات کے مطابق اپنی زندگیوں کو نہیں ڈھالتے، قرآنِ کریم کو اپنی زندگیوں کا لائحہ عمل نہیں بناتے، منہ سے تو ہم بیشک کہہ دیتے ہیں کہ ہم نے مسیح موعود کو مان لیا ہے لیکن عملی طور پر ہم آپ سے صُمًّا وَّ عُمْيَانًا کا معاملہ کر رہے ہیں۔ پس یہ بہت فکر کا مقام ہے۔

آپؑ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ تم لوگ جو بیعت میں داخل ہوئے ہو تو سمجھ لینا چاہئے کہ تم نے عہد کیا ہے کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے۔ سو یاد رکھنا چاہئے کہ یہ عہد تمہارا اللہ کے ساتھ ہے۔ جہاں تک ممکن ہو اس عہد پر مضبوط رہنا چاہئے۔ ہر ایک برائی اور شائبہ گناہ سے اجتناب کرنا چاہئے“۔ ہر برائی سے اور ایسا گناہ جس کا شائبہ بھی ہو کہ یہ گناہ ہے اُس سے اجتناب کرنا چاہئے، بچنا چاہئے۔ فرمایا ”ہماری جماعت کو ایک پاک نمونہ بن کر دکھانا چاہئے۔ زبانی لاف گزاف سے کچھ نہیں بنتا جب تک انسان کچھ کر کے نہ دکھائے۔

پس اپنے جائزے لیتے ہوئے یہ معیار قائم کرنے کی ہم کوشش کریں گے تو تبھی ہم اپنے مقصدِ بیعت کو پورا کرنے والے ہوں گے ورنہ غیر اگر آپ کو نہ مان کر صُمًّا وَّ عُمْيَانًا کا اظہار کر رہے ہیں تو ہم اپنے ظاہری بیعت کا اظہار کر کے اپنے عمل سے صُمًّا وَّ عُمْيَانًا کا اظہار کر رہے ہوتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ پس دعاؤں اور اپنی عملی حالت میں کوشش کے ساتھ تبدیلی کر کے ہر عورت اور مرد کو حقیقی بیعت کنندگان میں شامل ہونے کا نمونہ دکھانا چاہئے تا کہ اُن لوگوں میں شامل ہوں جو نہ صرف اپنی نیک حالتوں کی فکر میں رہتے ہیں بلکہ اپنی نسلوں کی بھلائی کی بھی فکر رہتی ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ دعا سکھلائی ہے کہ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا کہ اے ہمارے رب! ہمیں اپنے جیون ساتھیوں اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں متقیوں کا امام بنا دے۔

پس جہاں یہ دعا مردوں کے لئے اہم ہے وہاں عورتوں کے لئے بھی اہم ہے کہ ایک دوسرے کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک بنیں۔ اور جب ایک دوسرے کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک بننے کے لئے دعا کر رہے ہوں گے تو

ایک دوسرے کے ساتھ حسنِ سلوک کی طرف بھی نظر ہوگی۔ ایک دوسرے کی برائیوں سے صرفِ نظر ہوگی اور ایک دوسرے کی خوبیوں کی طرف نظر ہوگی۔ میرے پاس بعض دفعہ نئے جوڑے آتے ہیں کہ نصیحت کریں، اور جیسا کہ میں نے بتایا کہ آجکل کے جو خلع اور طلاق کے بڑے قابلِ فکر حد تک حالات ہیں۔ مَیں تو اُن کو یہی کہتا ہوں کہ ایک دوسرے کی برائیوں سے صَرفِ نظر کرو اور ایک دوسرے کی خوبیوں پر نظر رکھو۔ اب جو شادیاں ہوگئی ہیں ان جوڑوں کو، ان رشتوں کو نبھاؤ اور پھر دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ایک دوسرے کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے۔ جب دعاؤں سے اور کوشش سے یہ کر رہے ہوگے تو انشاء اللہ تعالیٰ رشتے بھی کامیاب ہوں گے۔ جب مرد اور عورت ایک دوسرے کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک ہوں گے تو آئندہ آنے والی نسلیں بھی ماں باپ کے نیک نمونے دیکھ کر ماں باپ کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک بننے کی کوشش کریں گی۔ اور جب خدا تعالیٰ کے حضور مرد اور عورت ایک دوسرے کے لئے اور اپنے بچوں کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک کی دعا کر رہے ہوں گے اور نسل میں سے متقی پیدا ہونے کی دعا کر رہے ہوں گے، وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا۔ نیک نسل کی دعا ہی ہے۔ کیونکہ ایک گھرانے کا سربراہ اپنے گھر کا ہی امام ہے۔ یہ جو کہتا ہے کہ مجھے متقیوں کا امام بنا اس کا مطلب ہے کہ میری نسل میں سے نیک لوگ ہی پیدا کر۔ پس جب مرد یہ دعا مانگ رہا ہوگا۔ تو وہ اپنی بیوی اور بچوں کے متقی ہونے کی دعا مانگ رہا ہوگا جب عورت دعا مانگ رہی ہوگی تو گھر کے نگران کی حیثیت سے وہ اپنے بچوں کے متقی ہونے کے لئے دعا مانگ رہی ہوگی۔ اور جب اس شوق کے ساتھ دعا ہوگی تو پھر اپنے آپ کو بھی تقویٰ پر قائم رکھنے کی کوشش ہوگی اور ایسا گھر پھر جنت کا نظارہ پیش کرنے والا گھر ہوگا جس میں بڑے بچے سب خدا تعالیٰ کی خوشنودی کے حصول کے لئے کوشش کر رہے ہوں گے۔ اور پھر ایسے ماں باپ کے اس دنیا سے چلے جانے کے بعد یہ بچے اُن کے لئے ثواب کا موجب بھی بن رہے ہوں گے۔ بچوں کی نیک تربیت کا ماں باپ کو ثواب مل رہا ہوگا۔ باپ کو تو ثواب مل رہا ہوگا لیکن ماں کو بھی ثواب مل رہا ہوگا کیونکہ گھر کے نگران کی حیثیت سے ماں ذمہ وار ہے۔ بچوں کی نیکیاں اُن کے درجات کی بلندی کا ذریعہ بن رہی ہوں گی۔ اور کون مومن ہے جو ایمان کا دعویٰ کرے اور پھر یہ کہے کہ مرنے کے بعد مجھے درجات کی بلندی کی ضرورت نہیں ہے۔ پس یہ دعا ایک ایسی دعا ہے جو نسلوں کے سدھارنے کے بھی کام آتی ہے اور اپنی اصلاح کے بھی کام آتی ہے اور مرنے کے بعد نیک نسل کی دعاؤں اور اعمال کی وجہ سے درجات کی بلندی کے بھی کام آتی ہے۔

اور پھر مومن کی شان کی طرف بھی اس میں اشارہ ملتا ہے کہ مومن چھوٹی چھوٹی باتوں پر راضی نہیں ہوتا بلکہ ترقی کی منازل کی طرف قدم مارتا ہے۔ قدم اُس کے آگے بڑھتے ہیں۔ متقی خود بھی تقویٰ میں بڑھتا ہے اور اپنی نسل کو بھی تقویٰ میں بڑھانے کی کوشش کرتا ہے۔ پس خوش قسمت ہیں وہ ماں باپ جو اپنے بچوں کی تربیت کی فکر میں رہتے ہیں، اُن کو دین کے قریب کرتے ہیں، اُن میں خدا تعالیٰ کی محبت پیدا کرتے ہیں اور پھر اپنی حالتوں میں ایک پاک تبدیلی پیدا کر کے اپنی دنیا و عاقبت بھی سنوارتے ہیں۔ پس اس دعا کو بہت شدت سے اور سمجھ کر پڑھنے کی ہر احمدی عورت اور مرد کو ضرورت ہے۔ بہت سے لوگوں کو اولاد سے شکوہ ہوتا ہے کہ اولاد بگڑ گئی۔ اگر نیک تربیت اور دعاؤں کی طرف توجہ ہو تو اللہ تعالیٰ پھر فضل فرماتا ہے اَولاد کو اِلَّا مَا شَآءَ اللہ بگڑنے سے بچاتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اولاد کی خواہش تو لوگ بڑی کرتے ہیں اور اولاد ہوتی بھی ہے مگر یہ کبھی نہیں دیکھا گیا کہ وہ اولاد کی تربیت اور اُن کو عمدہ اور نیک چلن بنانے اور خدا تعالیٰ کے فرمانبردار بنانے کی سعی اور فکر کریں۔ نہ کبھی دعا کرتے ہیں اور نہ مراتبِ تربیت کو مدّ نظر رکھتے ہیں۔ تربیت کے جو مختلف مرتبے ہیں اُن کو بھی مدّنظر نہیں رکھتے۔ ہر عمر کے لحاظ سے تربیت کے مختلف پہلو ہیں اُن کو سامنے رکھنا چاہئے۔ فرمایا کہ میری اپنی تو یہ حالت ہے کہ میری کوئی نماز ایسی نہیں ہے جس میں میں اپنے دوستوں اور اولاد اور بیوی کے لئے دعا نہیں کرتا۔

پس اپنی اور اپنی اولادوں کی دنیا و عاقبت سنوارنے کا یہ طریق ہے جسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمایا ہے، جسے ہمیں اپنے سامنے رکھنا چاہئے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اور خاص طور پر اگر ہماری عورتیں اس سوچ کے ساتھ اپنی ذمہ داری کو سمجھیں تو انشاء اللہ تعالیٰ ہماری آئندہ نسلیں جماعت کا مفید وجود بن کر آئندہ آنے والی نسلوں کی تربیت کا بھی ذریعہ بن جائیں گی اور یوں یہ سلسلہ چلتا چلا جائے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور یہی زندہ قوموں کی نشانی ہے کہ اُن کی نیکیاں نسلوں میں بھی جاری رہتی ہیں، اُن میں تنزل نہیں آتا بلکہ ترقی کی طرف قدم بڑھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمام عورتوں اور مردوں کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطاب دوپہر ایک بج کر 35 منٹ تک جاری رہا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دعا کروائی۔

اس کے بعد لجنہ اور بچیوں کے مختلف گروپس نے اردو، عربی، فارسی اور جرمن زبانوں میں دعائیہ نظمیں اور ترانے پیش کئے۔ اور خواتین نے نعرہ ہائے تکبیر بھی بلند کئے۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ازراہ شفقت کچھ وقت کے لئے کم عمر بچوں والی مارکی میں تشریف لے گئے اور یہاں پر موجود خواتین نے شرف زیارت حاصل کیا۔ حضور انور نے اپنا ہاتھ بلند کر کے السلام علیکم کہا۔

بعد ازاں دو بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لا کر نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

## جرمن مہمانوں اور مختلف ممالک سے آئے ہوئے وفود کے ساتھ منعقدہ پروگرام

پروگرام کے مطابق چار بجے سہ پہر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جرمن مہمانوں کے ساتھ ایک پروگرام میں شرکت کے لئے مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لائے۔ اس پروگرام میں جرمنی کے مختلف شہروں سے آنے والے 313 غیر از جماعت اور غیر مسلم مہمانوں کے علاوہ آئس لینڈ، ہنگری، رومانیہ، بلغاریہ، میسیڈونیا، البانیا، پولینڈ، سلواکیہ، لیتھوانیا، اسٹونیا، سلووینیا، مالٹا، آسٹریا، بوزنیا، کوسووو اور ترکی سے آنے والے وفود بھی شامل تھے۔

سوال و جواب کی صورت میں یہ پروگرام کچھ وقت پہلے سے جاری تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی آمد پر اس پروگرام کا آخری سیشن تلاوت قرآن کریم اور اس کے جرمن ترجمہ کے ساتھ شروع ہوا۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مہمانوں سے انگریزی زبان میں خطاب فرمایا۔

## حضور انور ایدہ اللہ کے فرمودہ انگریزی زبان میں خطاب کا اردو ترجمہ

تشہد و تعوذ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

تمام قابل احترام منتخب مہمانوں کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اللہ تعالیٰ کی سلامتی اور رحمتیں اور برکتیں آپ سب پر ہوں۔

سب سے پہلے مَیں تمام مہمانوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جو اس موقع پر موجود ہیں باوجودیکہ ان کا مذہب ہم سے مختلف ہے۔ یہ پروگرام خاص طور پر غیر احمدی دوستوں کے لیے ہے جس میں سے اکثریت غیر مسلم بھی ہے۔ بلاشبہ آپ کی یہاں موجودگی آپ کی وسعت ذہنی کی علامت ہے اور اس بات کا ثبوت ہے کہ آپ مذہب کے امتیاز سے بالاتر ہو کر جرمن شہری کی حیثیت سے دوسروں کے خیالات کو سمجھنا چاہتے ہیں۔

بہت سے احمدی جرمنی میں جرمنی الاصل (German origin) نہیں ہیں۔ بہت ہی قلیل تعداد کے علاوہ باقی سب یا پاکستانی ہیں یا ایشیا سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ آپ یہاں نہ صرف بلا امتیاز مذہب تشریف لائے ہیں بلکہ آپ بلا امتیاز قومیت و کلچر بھی یہاں تشریف لائے ہیں۔ یہ کہا جاتا کہ کچھ مقامی جرمنوں کے آباء اجداد ایشین ہیں اور یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ دنیا کی بہت سی قومیں اپنی زبان اور ثقافت کی بنا پر تقسیم ہوئی ہوئی ہیں۔ لیکن سچائی یہ ہے کہ ان کی ثقافت اور زبان کی بنیادیں اکثر اوقات مشترکہ ہوتی ہیں۔

اگر ہم برصغیر پر نظر ڈالیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ کافی لمبے عرصہ تک بہت سی قومیں وہاں آکر آباد ہوئیں۔ اگر ہم صرف پاکستان کو دیکھیں تو ہمیں درجنوں قبائل اور ان میں بھائی چارہ کا نظام نظر آتا ہے۔ بہت عرصہ کے بعد یہ متفرق گروہ ایک قوم بن گئے۔

مَیں یہاں پر ان پاکستانیوں (احمدیوں) اور دنیا کی مختلف قومیتوں سے جرمنی میں آباد ہونے والوں کو ذکر کرنا چاہوں گا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ وقت گزرنے کے ساتھ، ان کے بچے اور بچوں کے بچے رنگ اور قوم کے فرق کے بغیر اپنے آپ کو صحیح جرمن سمجھنا شروع کر دیتے ہیں۔ ان میں اکثر تیزی سے اپنے آپ کو جرمن طرز زندگی، روایات اور کھانے پینے کے طریق کے مطابق ڈھالتے ہیں۔ ان میں اکثر اس ملک کی حفاظت کے لیے جرمن مسلح فوج کا حصہ بنتے ہیں، جبکہ دوسرے قانون کی بالادستی کے لئے سول سروس کو اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کو اختیار کرتے ہیں۔ کچھ معاشرتی اداروں میں خدمات سر انجام دیتے ہیں، کچھ مختلف کاروباروں اور بزنس کا حصہ بن کر اس ملک کی اقتصادی ترقی میں ممد و معاون ہوتے ہیں۔ یہاں آکر آباد ہونے والوں میں کچھ سائنسدان بن کر ملکی سائنسی ترقی میں اضافہ کا باعث بنتے ہیں۔ ان تمام لوگوں کے ان کاموں سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ جرمنی کے محبّ الوطن ہیں اور ظاہر کرتے ہیں کہ وہ اس قوم کا فعال حصہ ہیں۔ یہ سب اس تعلق کی وجہ سے ہے جو آپ لوگوں کا ان پاکستانی احمدیوں سے گزشتہ سالوں میں قائم ہوا ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی اس روشن سوچ کو قائم رکھے اور آپ کی اس خوبی کو مزید بڑھائے۔ یہ خیال کبھی آپ کے ذہن میں نہ آئے کہ یہ مہاجرین فلاں فلاں ممالک سے آئے ہیں فلاں فلاں مذہب سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے یہ جرمن قوم کا حصہ نہیں بن سکتے۔ اگر یہ خیال پیدا ہوا تو پھر یہ معاشرہ میں بے چینی پیدا کرے گا۔ یاد رہے کہ ہمیشہ یہ چھوٹی چھوٹی باتیں اور شکوک و شبہات ہی ہوتے ہیں جو بڑے بڑے مسائل کو جنم دیتے ہیں۔ نہ صرف کچھ لوگوں اور گروہوں کو نقصان پہنچاتے ہیں بلکہ پورے ملک کی ترقی میں رکاوٹ ڈالتے ہیں اور کبھی کوئی محبّ وطن جرمن اپنے ملک کی ترقی کو جس نے بے انتہا کوشش کر کے اس اعلیٰ معیار تک پہنچایا ہو خطرے میں نہیں ڈال سکتا۔ حقیقت میں جو اپنے ملک کا وفادار ہو وہ ایسا سوچ بھی نہیں سکتا۔ وہ احمدی جو یہاں آباد ہوئے ہیں وہ سب اس ملک سے پیار کرتے ہیں اور اس کی ترقی کے لیے سنجیدہ ہیں۔ ہر احمدی جو ہجرت کر کے یہاں آیا ہے اور اسے جرمنی نے قبول کر لیا ہے تو پھر نہ صرف یہ اس کا اخلاقی فرض ہے بلکہ مذہبی فریضہ بھی ہے کہ اس ملک کا وفادار اور مخلص رہے۔

یہ مغربی قوموں کی ایک خاص خوبی ہے کہ کچھ عرصہ سے مذہب کو سیاست اور حکومت سے الگ رکھتے ہیں۔ مذہب کو ایک انسان کا ذاتی معاملہ سمجھ کر علیحدہ کر دیا گیا ہے کہ یہ اس کا اور اس کے رب کا معاملہ ہے۔ سیاست اور حکومت کو سیکولر بنا دیا گیا ہے۔

اس کی وجہ شاید ماضی کے تلخ تجربات کا نتیجہ ہے جب چرچ اور حکومت میں کوئی علیحدگی نہیں تھی یا پھر شاید موجودہ زمانہ کے بعض شدت پسند مسلمان۔ آج کل ہم دیکھتے ہیں کہ مغرب بے چین اور خوف زدہ ہو جاتا ہے جب مذہبی تنظیموں یا اسلام کا نام سنتا ہے اور پھر بلا کچھ سوچے ایک منفی جواب دیا جاتا ہے۔ بعض مسلمان گروہوں کی کاروائیوں کی وجہ سے ایسے ردّعمل کی توقع کی جا سکتی ہے۔ بعض مسلمان گروہوں نے اسلام کا نہایت خوفناک چہرہ دکھلایا ہے جس میں انتہا پسندی اور دہشت گردی نمایاں ہے۔

حقیقت میں یہ ایک ایسا اسلام ہے جو ان کی ایجاد ہے اور اس کا اصل اسلام سے دور کا بھی تعلق نہیں ہے

اسلام سکھاتا ہے کہ ناانصافی کی بنا پر ایک انسان کا خون تمام انسانیت کا خون ہے۔ یہ اصول قرآن مجید کی سورۃ 5 آیت نمبر 34 میں بیان کیا گیا ہے۔ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَیْرِ نَفْسٍ اَوْفَسَادٍ فِی الْاَرْضِ فَکَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِیْعًا (المائدہ: 33) ’’جس نے بھی کسی ایسے نفس کو قتل کیا جس نے کسی دوسرے کی جان نہ لی ہو یا زمین میں فساد نہ پھیلایا ہو تو گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کر دیا۔‘‘

اس خوبصورت تعلیم کے ساتھ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید فرمایا کہ جو خودکشی کرتا ہے وہ سچا مومن نہیں ہو سکتا اور لازماً اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

ان تعلیمات کی روشنی میں جب آپ اسلامی تعلیمات کو جانچتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ دہشت گردی کا ہر واقعہ جس میں معصوم لوگوں کی جان جاتی ہے، چاہے وہ ذاتی مقاصد کے حصول کے لیے خودکش حملہ ہو، مکمل طور پر اسلام کی تعلیمات کے خلاف ہے۔ ایسے اقدامات دنیا میں فساد اور بدنظمی کو مزید بڑھا رہے ہیں۔ ان دہشت گردی کے واقعات کی بناء پر دنیا میں ہزاروں بچے یتیم ہوئے، دوسری انتہا پر ہزاروں والدین کو اپنے بچے دفن کرنے پڑے۔ جبکہ ہزاروں عورتیں بیوہ ہوگئیں۔ خودکش حملے مکمل طور پر مقامی اقتصادیات کو تباہ کر رہے ہیں اور جب اقتصادیات تباہ ہوتی ہیں تو اس کا نتیجہ بے چینی اور بدنظمی ہوتا ہے۔

یہاں مَیں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ موجودہ زمانہ کی جنگی صورتحال، احترام انسانیت کو بالائے طاق رکھتے ہوئے مقامی شہریوں کی زندگیاں تباہ کر رہی ہے۔ ایسی جنگیں مقامی شہریوں کی زندگیوں کو تباہ کرتی ہیں جس نے نہ صرف ان جنگوں کی سفاکی ظاہر ہوتی ہے بلکہ مقامی اقتصادیات بھی تباہ ہو جاتی ہیں۔ پس احمدی مسلم ہونے کے ناطے ہم ہر قسم کی بدنظمی، فساد اور بلاوجہ خون بہانے کے خلاف ہیں۔ اسی طرح ہم حکومت کی مقامی شہریوں پر بلا امتیاز فائرنگ اور بم باری کے بھی خلاف ہیں جس سے بنیادی انسانی حقوق کی پامالی ہوتی ہے۔ اور نتیجۃً انسانی زندگیاں بلا کسی قصور کے تباہ ہوتی ہیں۔

جیسے کہ مَیں نے بتایا ہے کہ مغرب میں چرچ اور حکومت الگ الگ ہیں۔ اس فرق کی جو بھی وجہ ہو لیکن اس کا نتیجہ مفید ہے اور حکومت کہیں زیادہ آسان طریق پر چلتی ہے۔ مغربی حکومتوں کا یہ مثبت رویّہ اس سے بالکل متضاد ہے جو ہم اسلامی ممالک میں دیکھتے ہیں۔ وہ دیکھتے ہیں کہ ان میں مسلمانوں کا مذہب کی طرف زیادہ جھکاؤ ہے۔ مسلمان حکومت اپنے شہریوں کے خلاف ظالمانہ طریق اپناتی ہیں وہ مختلف دہشت گرد گروہوں کی کاروائیاں بھی دیکھتے ہیں اور اس کے نتیجہ میں ان کے ظالمانہ کاروائیوں پر اعتراض کرنے کی بجائے وہ اسلام پر اعتراض کرتے ہیں۔ نتیجہ وہ اسلام کے خلاف سخت ردعمل دکھاتے ہیں۔

ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ اسلام ساری دنیا کے لئے آفاقی مذہب ہے اور یہ اس لئے ہے کہ اس کی تعلیمات ہر گوشہ

ہائے زندگی چھوٹے اور معمولی معاملات سے لے کر اہم ترین معاملات اور عالمی معاملات تک احاطہ کرتی ہیں۔

قرآن مجید کا متن آج بھی غیر محرف و مبدّل ہے۔ اس کا ایک حرف بھی تبدیل نہیں کیا گیا۔ اور اس کی گواہی بعض مستشرقین اور غیر مسلم تاریخ دانوں نے بھی دی۔

قرآن مجید ہمیں سکھاتا ہے کہ مذہب ہر انسان کا ذاتی فعل ہے جو وہ اپنے لیے اختیار کرتا ہے۔ مذہب کو حکومتی معاملات سے الگ رکھنا چاہیے، مذہب کا فرق کسی ناانصافی کا باعث نہ بنے، ایک آیت میں قرآن مجید ہمیں سکھاتا ہے دین میں کوئی جبر نہیں۔ آپ میں سے بعض اس بات سے آگاہ نہ ہوں کہ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی تھی جب مدینہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت قائم ہو چکی تھی۔ یہودیوں اور دوسرے قبائل سے معاہدہ ہو چکا تھا اور فعال حکومت قائم ہو چکی تھی جس میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم حکومت کے سربراہ تسلیم کر لئے گئے تھے۔ مذہب اور حکومت کو علیحدہ رکھنے کی نصیحت ان حالات میں کی گئی تھی جب صحیح اور غلط میں امتیاز واضح ہو چکا تھا اور مسلمان اپنی تعلیمات کو سچا اور بے مثل یقین کرتے تھے۔ اس نصیحت کے ساتھ یہ بتایا گیا کہ یہ زبردست اسلامی تعلیمات پیار اور محبت سے پھیلیں گی نہ کہ زبردستی اور دوسروں سے ناانصافی سے پیش آ کر۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ انصاف پسند حکومت کے لیے ضروری ہے کہ وہ مذہبی معاملات کو حکومتی معاملات سے الگ رکھے اور ہر شہری کو اس کے حقوق دیے جائیں۔ یہ اصول ایسا مکمل اور شاندار ہے کہ ان سے بھی ہر ممکن انصاف کا سلوک کرو جو تم سے نفرت کا اظہار کرتے ہیں۔ اور جنہوں نے اس مخالفت کی وجہ سے تم پر مسلسل ظلم وستم ہی کیوں نہ کیا ہو۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے: یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ بِالْقِسْطِ شُھَدَآءَ لِلّٰہِ وَلَوْ عَلٰۤی اَنْفُسِکُمْ اَوِالْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ ۔ اِنْ یَّکُنْ غَنِیًّا اَوْفَقِیْرًا فَاللّٰہُ اَوْلٰی بِھِمَا ۔ فَلَا تَتَّبِعُوا الْھَوٰۤی اَنْ تَعْدِلُوْا ۔ وَاِنْ تَلْوٗۤا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا (النساء: 136)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کی خاطر مضبوطی سے نگرانی کرتے ہوئے انصاف کے تائیدی گواہ بن جاؤ۔ اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں ہرگز اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو۔ انصاف کرو یہ تقویٰ کے سب سے زیادہ قریب ہے اور اللہ سے ڈرو۔ یقیناً اللہ اس سے ہمیشہ باخبر رہتا ہے جو تم کرتے ہو۔

یہ حکومت چلانے کا بنیادی اصول ہے، مذہب کو اس میں دخل نہیں دینا چاہیے، مذہبی فرق کو انصاف کی راہ میں رکاوٹ نہیں بننا چاہئے۔

یہ سب کچھ جان لینے کے بعد کیسے کوئی اسلام پر الزام لگا سکتا ہے کہ اس کی تعلیمات انصاف پر مبنی نہیں ہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ کوئی پڑھا لکھا انسان ان تعلیمات کو سمجھنے کے بعد غلط کہہ سکتا ہے۔ یقیناً یہ انسان کا حق ہے کہ ان مسلمان گروہوں کو جو اسلام کی اصل تعلیمات کی پیروی نہیں کرتے، غلط خیال کرے۔ جو غلط کام کرتے ہیں ان کے کاموں کی مذمت کرنی چاہیے۔ چاہے وہ جس مذہب سے بھی تعلق رکھتے ہوں۔ یہ دنیا کے امن کے لیے بہت ضروری ہے تا کہ محبت اور پیار کی اقدار ترقی کر سکیں۔

اس مختصر وقت میں میرے لیے ممکن نہیں ہے کہ اسلام کی تمام حسین تعلیمات آپ کو بتا سکوں بلکہ میں آپ لوگوں سے جو اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں درخواست کرتا ہوں کہ کبھی کہانی کا ایک رُخ دیکھ کر فیصلہ نہ کریں حقیقت میں اسلام کا اصلی چہرہ دیکھیں جو احمدیہ جماعت نے دکھایا ہے۔ اسلام کا چہرہ جو ہم دکھاتے ہیں یہ کوئی نئی تعریف نہیں ہے۔ حقیقت میں ہمارا اسلام قرآن مجید اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بانیٔ اسلام کی تعلیمات کے عین مطابق ہے۔ ان تعلیمات پر آپ کو اپنے فیصلے کی بنیاد رکھنی چاہیے ہم ایمان رکھتے ہیں کہ احمدیہ جماعت کے بانی حضرت میرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام اس زمانہ کے مصلح ہیں اور مسیح موعود ہیں۔ جن کا تمام مذاہب اپنے صحیفوں کی پیشگوئیوں اور تعلیمات کے مطابق انتظار کر رہے تھے۔ آپ بندے اور خدا کے درمیان تعلق قائم کرنے آئے تھے۔ اور انسانوں کو یہ باور کروانے آئے تھے کہ وہ دوسروں کے حقوق ادا کریں۔ آپ اس دنیا کو امن کی جنت بنانے کے لیے تشریف لائے تھے۔

آپ علیہ السلام نے ایک دفعہ فرمایا:۔

''وہ کام جس کے لئے خدا نے مجھے مامور فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ خدا میں اور اس کی مخلوق کے رشتہ میں جو کدورت واقع ہو گئی ہے اسکو دور کر کے محبت اور اخلاص کے تعلق کو دوبارہ قائم کروں اور سچائی کے اظہار سے مذہبی جنگوں کا خاتمہ کر کے صلح کی بنیاد ڈالوں اور وہ دینی سچائیاں جو دنیا کی آنکھ سے مخفی ہو گئی ہیں ان کو ظاہر کروں۔''

(روحانی خزائن، جلد 20، لیکچر لاہور، صفحہ 180)

مذہبی نفرت نے ساری دنیا کو نگل لیا ہے۔ خاص طور پر اس جدید دور میں بعض اسلام کے مخالفین، جیسے دوسرے مذاہب کے پیروکار، لامذہب، دہریے، اسلامی تعلیمات پر غیر منصفانہ الزامات لگاتے ہیں۔ اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان تمام مخالفین کو جو اسلام کی تعلیمات پر الزام تراشی کرتے ہیں بالکل ساکت ولاجواب کر دیا ہے۔ ایسا آپ نے اپنے عمل اور تحریرات کے ذریعہ کیا ہے۔ جن میں آپ علیہ السلام نے اسلام کی حسین تعلیمات کا ذکر کیا ہے۔ آپ علیہ السلام نے اپنی زندگی بھر کے کام سے اس بات کو یقینی بنایا ہے کہ آپ علیہ السلام کے ماننے والے اسلام کی سچی تعلیمات پر عمل پیرا ہیں۔ ہم ان حسین تعلیمات کا خلاصہ اس اقتباس میں ملاحظہ کر سکتے ہیں جو مَیں نے ابھی بیان کیا ہے۔ آپ علیہ السلام نے جو کچھ فرمایا وہ کوئی نئی چیز نہیں ہے بلکہ قرآن مجید سے اخذ کی گئی تعلیمات ہیں۔ ان تعلیمات کو میں اب کچھ مزید بیان کروں گا۔

جب امیر صاحب احمدیہ مسلم جماعت جرمنی نے مجھ سے درخواست کی کہ مَیں آپ سے خطاب کروں تو انہوں نے جرمنی میں جاری اس مناظرہ کا بھی مجھ سے ذکر کیا کہ کیا اسلام جرمنی کے لئے ہے؟

یہ مناظرہ اسلام کے خلاف جرمنی میں اور دوسرے ممالک میں بہت ہی منفی ردعمل کا باعث بن رہا ہے۔ جہاں تک اسلام کے خلاف منفی ردعمل کا تعلق ہے تو میں اس کے بارہ میں مختصراً بتا چکا ہوں کہ انسان کو جلد بازی میں نتیجے نہیں نکالنے چاہئیں اور فوراً کہانی کے ایک رخ کو سچا نہیں سمجھ لینا چاہئے۔ کسی بھی مناظرہ کے لئے تحقیق و تفتیش انصاف کے ساتھ کرنی بہت ضروری ہے۔ آج کل جرمنی میں اسلام کے کردار پر ایک بہت ہی شدید مناظرہ ہو رہا ہے۔ ایک سائیڈ پر بعض مسلمان ہیں جو یہ یقین رکھتے ہیں کہ اسلام جرمن کے لئے نہیں ہے۔ اور دوسری سائیڈ پر کچھ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ ایسا نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ایک نہایت درجہ غلط اور بیزاری والا مناظرہ ہے۔ جو صرف بحث برائے بحث کے لئے منعقد کیا جا رہا ہے۔ اور اس کا نتیجہ بہت ہی منفی ہو گا یہ لوگوں کو نفرت اور بے چینی کے راستے پر لے جائے گا۔ نہ اسلام اور نہ ہی بانیٔ اسلام نے کبھی یہ دعویٰ کیا ہے کہ اسلام جرمنی کے لئے ہے یا کسی خاص قوم کے لئے یا کسی خاص براعظم کے لئے ہے۔ اگر اسلام کسی خاص علاقہ کے لئے ہوتا تو صرف وہاں ہی اسلام کو پھیلانے کی تمام تر کوشش کی جاتی۔ اسلام کا دعویٰ یہ ہے کہ اس کی تعلیمات مکمل ترین ہیں اور اس طرح یہ ہر زمانے کے انسان کو اپنے ربّ کو پوری طرح پہچاننے کے قابل بناتا ہے اس کی تعلیمات انسانوں کو اپنے رب کی مخلوق کے حقوق ادا کرنے کے اعلیٰ ترین معیاروں کی طرف لے کر جاتی ہیں اور اسکی بہترین مثال بانیٔ اسلام حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں خود قائم کر کے دکھائی۔ یہاں مجھے نہایت افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ مخالفین اسلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی نہایت منفی اور متعصّبانہ رنگ میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ اسلام کا وحشیانہ تصور پیش کیا جاتا ہے۔ بدقسمتی سے بعض مسلمان گروہوں نے اپنے ذاتی سفلی مقاصد کے لئے اسلام کا غلط تصور قائم کیا ہے۔ وہ ایسا اس حقیقت کے باوجود کرتے ہیں کہ اسلام ہمیں معاشرہ میں رہنے اور حکومت چلانے کا ایسا طریق سکھلاتا ہے جہاں شہری کو اس کے پورے شہری حقوق دیے جائیں۔ اس کا مکمل اظہار میثاق مدینہ کی شکل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس وقت مدینہ کے ہر شہری نے مذہب کی آزادی سے فائدہ اٹھایا۔ ہر کسی کو اپنے مذہب کی تعلیمات کے مطابق مکمل آزادی تھی۔ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ یہ اس طرح کے سوالات اور مناظرہ سستی دنیاوی اور سیاسی شہرت حاصل کرنے کے لئے ہوتے ہیں۔ ایسے مناظرے بے معنی ہیں اور میری رائے میں ان کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی۔

بعض مقامی جرمن باشندے شاید پریشان ہیں کہ اسلام ان پر زبردستی نافذ کیا جائے گا۔ جیسے مَیں نے پہلے بتایا ہے کہ اسلام کسی خاص علاقہ کے لئے نہیں ہے ہاں اسلام ایک دعویٰ کرتا ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں واضح ملتا ہے اس آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو براہ راست مخاطب کیا گیا ہے۔ قرآن مجید فرماتا ہے: قُلْ یٰۤاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا (الاعراف: 159)

''تو کہہ دے کہ اے انسانو! یقیناً میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں''

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تمام دنیا کے لیے بھیجے گئے تھے۔ بلاشبہ جرمن دنیا کا حصہ ہے اور اس طرح ہمارا فرض ہے کہ اسلام کا پیغام اس ملک کے رہنے والوں تک بھی پہنچائیں پیار اور محبت کی روح کے ساتھ۔ اس میں زبردستی کی کوئی گنجائش نہیں ہے اور نہ ہی اسلام کبھی طاقت سے پھیلا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دور سے لے کر اب تک اسلام صرف تبلیغ کے ذریعہ پھیلا ہے۔ یہ ایک بہت بڑا اور تاریخی مناظرہ ہے۔ اس پر یہ وقت مجھے بولنے کی اجازت نہیں دیتا۔ میں اس پر صرف یہی کہوں گا کہ یورپ میں ایک وقت سپین میں اسلامی حکومت تھی اور اس کے کئی وزراء اور عہدہ دار غیر مسلم بھی تھے یعنی عیسائی مذہب سے تعلق رکھتے تھے۔

اسلام کا اصل مطلب ہے پیار اور محبت۔ اور یہ ہمارے مذہب کی اصل خوبصورتی ہے۔ یہی وہ خوبصورتی ہے جسے احمدیہ مسلم جماعت ساری دنیا میں پھیلا رہی ہے۔ ایک اور خوبصورتی جس کا میں نے پہلے ذکر کیا ہے یہ ہے کہ ہر حال میں انصاف پر قائم رہو۔ حتی کہ اپنے سخت دشمنوں کے ساتھ بھی۔ یہ اصول ایسا ہے کہ کوئی عقل مند انسان اسے غلط نہیں کہہ سکتا اور یہ اس کے مطابق ہے کہ انسانی عقل مذہبی معاملات میں سختی اور انصاف کی کمی کو برداشت نہیں کرتی۔ یہ دونوں باتیں اتنی واضح ہیں کہ یہ سوال کہ جرمن مزاج یا قانون اسلام کے ساتھ مطابقت رکھتے ہیں یا نہیں؟ بالکل فضول ہے۔

اس کے علاوہ جو مَیں نے بیان کیا ہے قرآن مجید کی لاتعداد آیات ہیں جو یہ سکھاتی ہیں کہ معاشرہ میں امن کیسے قائم کیا جائے۔ اب مَیں قرآن مجید کی بعض مزید تعلیمات کا ذکر کروں گا تا کہ آپ اسلام کی روشن تعلیم کو سمجھ سکیں اور ہر امن پسند شہری اس کے خلاف کھڑا ہو سکے جو امن پسند مسلمانوں کے خلاف نفرت کی دیوار کھڑی کرتے ہیں۔ ابتداء سے آخر تک قرآن مجید امن اور پیار کے پیغام سے بھرا ہوا ہے۔ وقت کی کمی کے باعث میں آپ کو قرآن مجید کی سورۃ 17 میں سے بعض احکامات بتاتا ہوں۔

قرآن مجید ہمیں اپنے والدین سے محبت اور پیار کی تعلیم دیتا ہے۔ سب سے پہلا رشتہ نوزائیدہ بچے کا اس کی ماں اور باپ سے ہوتا ہے۔ اصل میں یہ رشتہ اس کی پیدائش سے بھی قبل قائم ہوتا ہے جب اسکی ماں اسے اپنے رحم میں 9 ماہ تک اٹھاتی ہے۔ اس دور میں اس کی ماں سخت تکالیف خوشی کے ساتھ اٹھاتی ہے۔ اسی طرح بچے کی پیدائش سے قبل ماں اپنے دل میں اس کا پیار موجزن پاتی ہے۔ اس لئے یہ پدرانہ پیار ایسا پیار ہے جو بالکل خالص اور بے نفس ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ جو ہمارا رب ہے نے ہمیں حکم دیا ہے کہ اس کی عبادت کے بعد انسان کے والدین اس کے بہترین سلوک کے حقدار ہیں۔ اس لیے تمام معاملات میں ہمیں اپنے والدین سے پیار اور مہربانی سے پیش آنا چاہیے۔ اس لیے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِیَّاہُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا ۔ اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَکَ الْکِبَرَ اَحَدُھُمَا اَوْ کِلٰھُمَا فَلَا تَقُلْ لَّھُمَاۤ اُفٍّ وَّلَا تَنْھَرْھُمَا وَقُلْ لَّھُمَا قَوْلًا کَرِیْمًا ۔ اور تیرے ربّ نے فیصلہ کر دیا ہے کہ تم اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین سے احسان کا سلوک کرو۔ اگر ان دونوں میں سے کوئی ایک تیرے پاس بڑھاپے کی عمر کو پہنچے یا وہ دونوں ہی تو انہیں اف تک نہ کہہ اور انہیں ڈانٹ نہیں اور انہیں نرمی اور عزت کے ساتھ مخاطب کر۔

قرآن مجید مزید فرماتا ہے: وَاخْفِضْ لَھُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَۃِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْھُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا (بنی اسرائیل: 25)۔ اور ان دونوں کیلئے عجز کا پَر جھکا دے اور کہہ کہ اے میرے ربّ ان دونوں پر رحم کر جس طرح ان دونوں نے بچپن میں میری تربیت کی۔


RASHID & RASHID
Solicitors , Advocates
Immigration Specialists
Commissioners of Oaths
Rashid A. Khan
Solicitor (Principal)
قانونی مشاورت برائے اسائلم
•Asylum & Immigration
•New Point Based System
•Settlement Applications (ILR)
•Post Study Work Visa
•Nationality & Travel Documents
•Human Rights Applications
•High Court of Appeals
• Switching Visas
• Over Stayers
• Legacy Cases
• Work Permits
• Visa Extensions
• Judicial Reviews
• Tribunal Appeals
HEAD OFFICE
21-23 Tooting High Street , Tooting , London SW17 0SN
(1 minute from Tooting Broadway tube station)
Tel: 02086 720 666 02086 721 738
24 Hours Emergency No:
07878 33 5000 / 0777 4222 062
Same Day Visa Service
Email: law786@live.com
RASHID & RASHID LAW FIRM (SOLICITORS)
SOW THE SEEDS OF LOVE

کیا کوئی معاشرہ اس سنہری اصول کی مخالفت کرسکتا ہے؟ کیا کوئی قانون یہ کہہ سکتا ہے کہ تم اپنے والدین سے اچھا سلوک نہ کرو؟ ہرگز نہیں۔ آپ جتنی مرضی تحقیق کرلیں آپ کبھی بھی کوئی ایسا انسانی قانون نہیں ڈھونڈ سکتے جو والدین کو یہ عزت واحترام دے سکے جو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں انہیں عطا فرمایا ہے۔ یہ اس لئے ہے تا ہم اس حقیقت کو سمجھ سکیں کہ پہلا سبق پیار محبت کا پنگھوڑے میں ملتا ہے۔ اگر ترقی یافتہ ممالک کے لوگ اس حقیقت کو سمجھ جائیں تو بوڑھوں کی بے چینیاں ہمیشہ کے لئے ختم ہوجائیں گے۔

پھر اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں مزید فرماتا ہے: وَاٰتِ ذَاالْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا (بنی اسرائیل:27)۔ اور قرابت دار کو اس کا حق دے اور مسکین کو بھی اور مسافر کو بھی مگر فضول خرچی نہ کر۔

معاشرہ میں امن قائم کرنے کا دوسرا اصول ہے۔ جب بچہ اپنے والدین کا گھر چھوڑتا ہے تو وہ اپنے قریبی دوستوں اور رشتہ داروں سے تعلق قائم کرتا ہے۔ اس لیے یہ فرمایا کہ تم اپنے حقوق ادا کرو۔ ایک وضاحت میں یہاں کرنا چاہتا ہوں کہ اسلامی قانون کی بنیاد یہ ہے کہ دوسروں کے حقوق ادا کرو جبکہ سیکولر اور دنیاوی قوانین اجتماعی فائدے کے برعکس عام طور پر اپنی ذات کے فائدے اور اطمینان کے لئے بنائے جاتے ہیں۔ جب کوئی صرف اپنے حقوق کا ہی خیال رکھے گا تو وہ بے انصافی کا مرتکب ہوگا اور جب وہ اپنے ذہن میں دوسروں کے حقوق کا خیال رکھے گا تو اس کے اندر قدرتی طور پر قربانی کی روح پیدا ہوگی۔ سچ یہ ہے کہ قربانی کے لئے تیار رہنا ہی وہ واحد ذریعہ ہے جو امن اور پیار کے پھیلاؤ کا باعث بن سکتا ہے۔ جب ایک انسان قربانی کی روح دکھاتا ہے تو دوسرے گروہ کا دل بھی اس کے لئے نرم ہوجاتا ہے۔ خلاصۃً یہ ایک آیت قرآنی ہمیں اپنے نزدیکی رشتہ داروں سے بہت نرمی اور ان کے حقوق ادا کرنے کی تعلیم دیتی ہے۔ وہ آیت جس کی ابھی تلاوت کی ہے غریب اور ضرورت مندوں کے حقوق ادا کرنے پر بھی زور دیتی ہے۔ یہ اس طبقہ کے لوگ ہیں جو کمزور ہیں، محروم ہیں اور اپنے حقوق کے لئے نہیں لڑ سکتے۔ ان کو بھی ان کے پورے حقوق دیئے جانے چاہئیں۔ جب آپ ایسے لوگوں کے حقوق ادا کرتے ہیں تو معاشرہ میں ہر سطح پر پیار کی روح قائم ہوجاتی ہے۔ اور ایسا معاشرہ امن اور محبت کی ضمانت بن جاتا ہے۔ اس کے بالمقابل جہاں محروموں کو ان کے حقوق ادا نہیں کیے جاتے اور ہر مشکل انہیں برداشت کرنی پڑتی ہے۔ حتی کہ وہ اپنے روزمرہ کا خرچ بھی برداشت نہیں کرسکتے۔ اس سبب کی وجہ سے موت ان کے چہروں پر گھورتی ہوئی نظر آتی ہے۔ ایسا ہونا بعید نہیں کہ بچے جب ایسی سختیاں اور محرومیاں جھیلتے ہیں تو مستقبل میں ایک دن اس ظلم کے خلاف ردّعمل دکھاتے ہیں اور باغی ہوجاتے ہیں اور اس طرح معاشرے کے امن کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ اس لیے غریب اور محروم لوگوں کے لیے اسلام ہمیں حکم دیتا ہے کہ ان کے مذہب اور قوم کے فرق سے بالاتر ہوکر انکا خیال رکھیں۔

اسی لئے صدقہ دینا اور اچھے کام کرنے کو اتنی اہمیت دی گئی ہے۔ اس بات پر بھی زور دیا گیا ہے کہ جب تم ضرورت مند کی مدد کرو اور اس کا بدلہ نہ چاہو اور نہ یہ ظاہر کرو کہ تم نے ان پر بڑا احسان کیا ہے۔ تم کو مالی قربانی اس طریق پر کرنی چاہیے کہ جب دایاں ہاتھ کوئی چیز دے تو بائیں ہاتھ کو بھی پتہ نہ چلے۔ یہ آیت جس کی مَیں نے تلاوت کی ہے یہ بھی حکم دیتی ہے کہ مسافروں کا بھی خیال رکھو۔ یہ بھی ایک بڑی اخلاقی خوبی اور انسانیت کی بڑی خدمت ہے کیونکہ ایسی مہربانی ذاتی قربانی چاہتی ہے۔ مثال کے طور پر اس لئے یہ تعلیم دی گی ہے کہ تم فضول خرچی نہ کرو اور نہ اپنی ذات کے آرام پر حد سے زیادہ خرچ کرو کہ تم دوسروں کے آرام سے غافل ہوجاؤ۔ اگر تم فضول خرچ ہو تو تم معاشرے کا امن تباہ کرنے والے ہو۔ اور تم خدا تعالیٰ کی نگاہ میں گناہ گار سمجھے جاؤ گے۔ مسلم دنیا میں بے چینی اس وجہ سے ہے کہ مسلمانوں کی اکثریت اس حکم پر عمل نہیں کرتی۔ امیر اور غریب کا فرق بڑھتا جارہا ہے اور معاشرہ مزید polarise بنتا جارہا ہے۔ اگر اسلام کی اصل اور خوبصورت تعلیمات پر عمل کیا جائے تو اس بے چینی سے آسانی سے بچا جاسکتا ہے۔

اب مَیں بچوں کے حقوق کے بارہ میں بیان کروں گا۔ یہ بھی قرآن مجید میں دلکش انداز میں قائم کیے گئے ہیں۔

بچوں کی اخلاقی تربیت اور تعلیم کی ذمہ داری سارے معاشرے اور ہر فرد پر ڈالی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا (بنی اسرائیل:32) اور اپنی اولاد کو کنگال ہونے کے ڈر سے قتل نہ کرو۔ ہم ہی ہیں جو انہیں رزق دیتے ہیں اور تمہیں بھی۔ ان کو قتل کرنا یقیناً بہت بڑی خطا ہے۔

والدین کی ذمہ داری ٹھہرائی گئی ہے کہ وہ اپنے بچوں کی تعلیمی اور اخلاقی تربیت کا انتظام کریں۔ یہ ایک بڑی ذمہ داری ان پر ڈالی گئی ہے۔ اگر وہ اس ذمہ داری کو ادا نہ کرسکیں تو یہ ایسے ہی ہے گویا والدین نے اپنے بچوں کو قتل کر دیا۔ بچے صرف اپنے والدین کی نسل قائم نہیں رکھتے بلکہ وہ قوم کا سرمایہ ہیں۔ یقیناً وہ والدین کے ہاتھوں میں قوم کی امانت ہیں۔ بچے کی مناسب تربیت اور تعلیم قوم کے روشن مستقبل کی ضمانت ہے۔ اس لیے یہ ذمہ داری والدین پر ڈالی گئی ہے اور انہیں اپنی اولاد پر خرچ میں کنجوسی نہیں کرنی چاہیے اور نہ ہی انہیں یہ بہانہ بنانا چاہیے کہ وہ بہت مصروف ہیں اور بچوں کی تربیت اور تعلیم کے لیے ٹائم نہیں نکال سکتے۔ اگر والدین اس غفلت کے مرتکب ہوں گے تو قرآن مجید نے صاف واضح فرمایا ہے کہ ایسی غفلت اولاد کو قتل کرنے کے مترادف ہوگی۔ ہر بچہ جو اس دنیا میں پیدا ہوتا ہے اور مناسب ذھنی اور جسمانی قویٰ رکھتا ہے کہ اپنی قوم کا بہترین خادم بن سکے۔ اگر ایسے بچے کو محدود وسائل کی بنا پر تعلیم سے محروم کیا جائے تو یہ اس کی صلاحیتوں کو اور اسے ضائع کرنے اور قتل کرنے کے مترادف ہوگا۔ یہ صرف والدین کی ذمہ داری نہیں ہے بلکہ یہ معاشرہ کی بھی ذمہ داری ہے اور اگر معاشرہ اس بچے کے حقوق پورے ادا نہیں کرتا تو وہ معاشرہ بھی اس بچے کے قتل کا ذمہ دار ہوگا۔ دونوں والدین کی بھی جو بچے کو تربیت دینے کا مرکزی نقطہ ہیں اور معاشرہ کی بھی یہ ذمہ داری ہے کہ یہ فرض ادا کریں۔ حقیقت میں ترقی کرنے والے ممالک کا حقیقی سرمایہ اس کے بچے ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کے حقوق کی حفاظت کی جانی چاہیے۔ اگر آپ اس میں ناکام رہتے ہیں تو بجائے اس کے کہ بچے قوم کی کامیابی کا ذریعہ بنیں وہ اس کی تباہی کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔ ان کی زندگیاں تباہ ہوجاتی ہیں اور ان کے قتل سے یہی مراد ہے۔ ان کی موت کی اصل ذمہ داری والدین پر ہوگی اور پھر گورنمنٹ اور معاشرہ پر بھی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کی نظر میں وہ سب سزا کے مستحق ہوں گے۔

پس آپ دیکھتے ہیں کہ اسلام صرف وقت کی ضروریات کا خیال نہیں رکھتا بلکہ مستقبل کی نسلوں کی ضروریات کی بھی حفاظت کرتا ہے۔ یہ دنیا جو اپنے آپ کو غیر معمولی طور پر ترقی یافتہ خیال کرتی ہے شاید اب اس مرکزی نقطہ کو سمجھ چکی ہو لیکن 1400 سال پہلے اسلام نے اس نظریہ کو پوری قوت سے پیش کیا تھا۔ اس لیے میں آپ کو مطلع کرنا چاہتا ہوں کہ اس بنیادی اسلامی تعلیم کی روشنی میں احمدیہ مسلم جماعت اپنے محدود وسائل کے باوجود احمدی اور غیر احمدی بچوں کو تعلیم کے مواقع مہیا کرتی ہے جن میں تعلیم حاصل کرنے کا جذبہ ہے اور یہ بچے پڑھ لکھ کر اپنے ملک کے لیے مفید وجود ثابت ہوتے ہیں۔

عام طور پر احمدی بچے جو جرمن میں رہ رہے ہیں تعلیم میں آگے بڑھ رہے ہیں۔ ہم ان کی اخلاقی تربیت کا بھی خیال رکھ رہے ہیں تا کہ وہ جرمنی کے مستقبل کی ترقی میں اہم کردار ادا کرسکیں۔ اسی طرح احمدی طالب علم ہر ملک میں اپنے ملک کی ترقی میں اہم کردار ادا کررہے ہیں۔

قرآن مجید مزید فرماتا ہے:

ترجمہ: یتیم کے مال کے قریب بھی نہ جاؤ اور اس کیساتھ کئے گئے عہد کو پورا کرو۔ یقیناً عہد کے بارہ میں پوچھا جائے گا۔ (بنی اسرائیل:35)

یہ آیت یتیم بچوں کے بارہ میں ہے جو کہ معاشرہ کا ایک محروم حصہ ہیں۔ اس لیے ان کی حفاظت اور ان کا خیال پورے معاشرہ کی ذمہ داری ہے۔ اگر یتیم بچے کے والدین اپنے پیچھے بچے کے لیے جائیداد چھوڑتے ہیں تو معاشرہ کی ذمہ داری ہے کہ اس جائیداد کی حفاظت کرے یہاں تک کہ بچہ بلوغت کی عمر کو پہنچ جائے۔ اگر یتیم کے کفالت کرنے والے امیر ہوں تو وہ خود اس کی دیکھ بھال کا خرچ برداشت کریں اگر ان کے پاس اتنے پیسے نہیں تو یہ گورنمنٹ اور معاشرہ کی ذمہ داری ہے کہ یتیم کی دیکھ بھال کریں۔ اگر یتیم کی وراثت کافی ہو اور کوئی دوسری صورت حال نہ ہو تو اس کی وراثت سے مناسب خرچ لیا جاسکتا ہے۔ کفیل کو اس معاملہ میں غفلت نہیں کرنی چاہیے کہ ایسا نہ ہو کہ جب بچہ جوان ہو تو اس کی ساری جائیداد ضائع ہوچکی ہو۔ اس لیے وراثت کی حفاظت کا قرآن کریم میں حکم ہے۔ قرآن مجید مزید فرماتا ہے

جب یتیم بڑا ہوجائے تو اس کی ساری وراثت واپس کرو۔

یہ اسلام کی خوبصورت تعلیم ہے جو یتیم بچوں کے حقوق کی حفاظت کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ حقوق ادا کرو اگر ایسا نہیں کرو گے تو تم اس کے ذمہ دار ٹھہرائے جاؤ گے۔ پھر قرآن کریم فرماتا ہے کہ ہر قسم کے کاروبار میں ہر کسی کو مکمل دیانتداری اور صاف گوئی اختیار کرنی چاہئے۔ ہمیں یہ سکھایا گیا ہے کہ اگر ہم بددیانتی سے کوئی روپیہ کماتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی برکت سے خالی ہوگا اور معاشرہ میں فساد پھیلائے گا۔ اس سلسلہ میں فرمایا: وَاَوْفُوْا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ۔ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا (بنی اسرائیل۔ آیت 36) ۔ اور جب تم ماپ کرو تو پورا ماپ کرو اور سیدھی ڈنڈی سے تولو۔ یہ بات بہتر اور انجام کار سب سے اچھی ہے۔

مَیں ایک بار پھر کہوں گا کہ دنیا کے کاروبار اور صنعت میں دیانتداری معاشرہ میں کامیابی کا ذریعہ ہے اور امن کی ضمانت ہے۔ یہ لوگوں کے درمیان اچھے تعلقات کی بھی ضمانت ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ ہماری توجہ اعلیٰ اخلاق دکھلانے کی طرف دلاتا ہے۔ قرآن مجید میں آتا ہے: زمین میں اکڑ کر نہ چل! تو قامت میں پہاڑوں کی بلندیوں تک نہیں پہنچ سکتا۔ (بنی اسرائیل:38)

یہ آیت سکھلاتی ہے کہ بڑی اخلاقی خوبی عاجزی اور انکساری ہے۔ ہمیں ہر قسم کے تکبر سے دور رہنا چاہیے، چاہے وہ علم کا تکبر ہو، دولت کا تکبر ہو، یا پھر قومیت یا حکومت کا تکبر ہو۔ ہر قسم کا تکبر تمہیں ترقی سے سے روک دے گا۔ انفرادی سطح پر ہمیشہ مشکل وقت انسان پر آجاتا ہے۔ زندگی میں نشیب وفراز آتے رہتے ہیں۔ امیروں میں بھی دولت کی تبدیلی ہوتی رہتی ہے۔ حکومتی سطح پر بھی تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں۔ جیسا کہ آج کل دنیا کی اقتصادی حالت ہے۔ ایک وقت تھا کہ جب ایک حکومت یہ چیلنج کرتی تھی کہ اس کی اقتصادی قوت کا کوئی مقابلہ نہیں کرسکتا تب اقتصادی بحران آگیا۔ حتیٰ کہ کچھ سال بیشتر تک دنیا ایک بڑے اقتصادی بحران میں گری ہوئی تھی۔ ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ دنیا میں بہت سی آسمانی آفات آئے روز آتی رہتی ہیں۔ جنگی تباہی نے مختلف ممالک کو نگل لیا ہے۔ ان کا پورا infrastructure تباہ ہوگیا۔ کچھ کہتے ہیں یہ آفات موسم کی تبدیلی کا نتیجہ ہیں یا ان کے پیچھے قدرتی اسباب ہیں۔ بہت تھوڑے ہیں جو ان کی وجہ خدا تعالیٰ کی طاقت کو قرار دیتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے تکبر کو توڑنا چاہتا ہے جو اپنے آپ کو بالاتر سمجھتے ہیں تو پھر مختلف ذرائع سے وہ اپنا جلال ظاہر فرماتا ہے۔ یہ واضح رہے کہ جو ملک بھی اپنے آپ کو محفوظ سمجھتا ہے وہ محفوظ نہیں ہے۔ اس کی بجائے کہ دیکھا جاتا ہے کہ کون صحیح ہے اور کون غلط۔ دنیا کو اللہ تعالیٰ کی مدد طلب کرنی چاہیے اور یہی حفاظت ہے جو انسان کو انسانیت کی سچی راہ پر چلاسکتی ہے۔

اس مختصر وقت میں یہ کچھ پوائنٹس تھے جو مَیں نے بتائے ہیں پھر بھی کافی وقت لگ گیا ہے۔ قرآن مجید سراسر دانائی اور رہنمائی سے پُر ہے۔ وقت کی کمی کے باعث میں نے کچھ نکات بیان کیے ہیں اور انہوں نے آپ کا کافی وقت لے لیا ہے۔ جس کے لئے مَیں معذرت خواہ ہوں۔ آخر میں مَیں ایک بار پھر کہتا ہوں کہ دنیا ایک گلوبل ویلج بن گئی ہے۔ قومیں مسلسل ایک دوسرے کے ساتھ مل جل رہی ہیں۔ اس لئے ہمیں انسانی اقدار کا معیار پیش کرنے کی طرف مسلسل توجہ دینی چاہئے اور ہمیں اپنے پیدا کرنے والے کو پہچاننا چاہئے۔ یہ میری دعا ہے کہ ہم سب ہمیشہ اس طرز پر سوچنے والے ہوں

مَیں ایک بار پھر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ سب یہاں تشریف لائے اور اس طرح اس مجلس کو رونق بخشی۔ شکریہ۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطاب پانچ بج کر دس منٹ تک جاری رہا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے آخر پر ایک بار پھر سب مہمانوں کا شکریہ ادا کیا اور اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

## یونیورسٹی اور کالج میں تعلیم حاصل کرنے والی طالبات کی حضور انور ایدہ اللہ کے ساتھ نشست اور حضور انور کی ہدایات

آج پروگرام کے مطابق یونیورسٹیز اور کالجز میں تعلیم حاصل کرنے والی طالبات کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک میٹنگ تھی۔ آٹھ بج کر 40 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس پروگرام میں شرکت کے لئے تشریف لائے۔ پروگرام کا آغاز قرآن کریم کی تلاوت اور اس کے اردو اور جرمن ترجمہ کے ساتھ ہوا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

”آپ لوگ یونیورسٹی میں پڑھ رہی ہیں۔ کل مَیں

باقی صفحہ نمبر 4 پر ملاحظہ فرمائیں

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

# الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیر انتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

## حضرت حاجی محمد امیر خان صاحبؓ بنوری

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 9/اپریل 2009ء میں حضرت حاجی محمد امیر خان صاحب بنوریؓ یکے از 313 کے بارہ میں ایک مختصر مضمون مکرم غلام مصباح بلوچ صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

حضرت محمد امیر خان صاحبؓ ولد چوہر خان صاحب بنور ریاست پٹیالہ کے رہنے والے تھے۔آپ حضرت صوفی احمد جان صاحبؓ لدھیانوی کے مرید تھے اور اُن سے خاص عقیدت رکھتے تھے۔حضرت صوفی صاحبؓ 1885ء میں جب حضرت مسیح موعودؑ سے اجازت لے کر حج پر تشریف لے گئے تو حضرت امیر خان صاحبؓ کو بھی ان کے ساتھ جانے کی سعادت حاصل ہوئی۔حضرت صوفی صاحبؓ کے بیٹے حضرت پیر منظور محمد صاحبؓ یکے از 313 آپ کے بہنوئی لگتے تھے کیونکہ آپؓ اُن کی بیوی کے رشتہ میں بھائی تھے۔

1892ء میں حضرت اقدس مسیح موعود کپورتھلہ تشریف لے گئے اس موقع پر حضرت امیر خان صاحبؓ نے حاضر ہو کر حضورؑ کی بیعت کی۔رجسٹر بیعت میں آپ کی بیعت کا اندراج اس طرح ہے۔

21 فروری 1892ء۔محمد امیر خان ولد چوہر خان ساکن بنور ریاست پٹیالہ بمقام کپورتھلہ مقیم سہارنپور

حضرت حاجی محمد امیر خان صاحبؓ ایک نیک سیرت اور دیندار انسان تھے۔حضرت شیخ عبدالوہاب صاحب (وفات 10 اکتوبر 1954ء مدفون بہشتی مقبرہ ربوہ) جو ہندوؤں سے احمدی ہوئے تھے فرماتے ہیں: حاجی امیر محمد صاحبؓ کا مجھے نیاز حاصل ہوا وہ ایک نیک سیرت بزرگ تھے اور اب بہشتی مقبرہ میں مدفون ہیں، ان کی خداترسی اور نیک اخلاق نے میرے دل کو موہ لیا اور ان کے نیک نمونے نے مجھے اسلام کی کتابیں پڑھنے کی طرف راغب کیا ان کی وساطت سے غنیۃ الطالبین، فتوح الغیب، اکسیر ہدایت اور احیاء العلوم وغیرہ کتابیں دیکھیں۔اسلام سے محبت تو پہلے سے ہی تھی اب میں علی الاعلان ہندو دھرم چھوڑ کر مسلمان ہو گیا‘‘۔

1897ء میں حضور نے اپنی تصنیف لطیف ’’انجام آتھم‘‘ میں اپنے 313 کبار رفقاء کی فہرست شائع فرمائی جس میں حضرت حاجی محمد امیر خان صاحبؓ کا نام 106 نمبر پر درج ہے۔

اسی طرح حضور نے ایک اشتہار میں مخالفین کی طرف سے گورنمنٹ کو پہنچائی گئی خلاف واقعہ اطلاعات کی تردید فرماتے ہوئے اپنے خاندان اور سلسلہ کے صحیح حالات بیان فرمائے۔چنانچہ 24 فروری 1894ء کو دیے گئے اس اشتہار میں بطور نمونہ اپنی جماعت کے 316 احباب کے نام درج فرمائے ہیں جس میں حضرت حاجی محمد امیر خان صاحب کا نام بھی 243 نمبر پر موجود ہے۔آپ کے نام کے ساتھ مہتمم گاڑی شکرم سہارنپور لکھا ہے۔(کتاب البریہ)

حضرت حاجی صاحبؓ نے حضرت اقدس کی زندگی میں ہی 5 جنوری 1908ء کو 55 سال کی عمر میں وفات پائی۔اخبار ’’الحکم‘‘ نے اس حوالہ سے لکھا:

’’منشی محمد امیر خان جو راجپورہ کی ایجنسی میں ملازم تھے اور حضرت کے ایک مخلص خادم تھے، بیمار ہو کر دارالامان میں آگئے تھے 5 جنوری 1908ء کو انتقال کر گئے ......۔مرحوم ایک رشید، کم گو احمدی تھا، الحکم جب سے جاری ہوا ہے اس دن سے وہ اس کے خریدار تھے۔مقبرہ بہشتی میں جگہ پائی۔مرحوم نے ایک لڑکی اور ایک لڑکا اپنی یادگار چھوڑا ہے۔

جس دن آپ کی وفات ہوئی اس دن حضور نے ایک کشف دیکھا۔فرمایا: 5 جنوری 1908ء: مرحوم امیر خان کی بیوہ جس دن اس کا خاوند فوت ہوا میں نے دیکھا کہ اس بیوہ کی پیشانی پر 5 یا 6 یا 7 کا عدد لکھا ہوا ہے میں نے وہ مٹا دیا اور اس کی جگہ اس کی پیشانی پر 6 کا عدد لکھ دیا ہے۔

آپ کی بیوہ حضرت اصغری بیگم صاحبہؓ بنت حضرت محمد اکبر خان صاحب ساکن سنور تھیں جو بعد میں حضرت راجہ مدد خان صاحبؓ کے عقد میں آئیں۔خدا کے مامور کا کشف میں آپ کے گھر والوں کو دیکھنا آپ کے لیے ایک سعادت ہے۔حضرت اصغری بیگم صاحبہؓ 1890ء میں پیدا ہوئیں۔بچپن حضرت اقدسؑ کے گھر میں گزرا۔8 جنوری 1978ء کو بعمر 88 سال وفات پائی اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہوئیں۔

## محترم میاں اقبال احمد صاحب شہید

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 2/مئی 2009ء میں محترم میاں اقبال احمد صاحب شہید (امیر ضلع راجن پور) کا ذکر خیر مکرم میاں حمید احمد صاحب ایڈووکیٹ کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

مورخہ 25 فروری 2003ء کو محترم میاں اقبال احمد صاحب امیر ضلع راجن پور راہ مولیٰ میں قربان ہو گئے۔میں نے میاں صاحب کو بہت قریب سے دیکھا اور ان کو اپنی ذات میں نادر پایا۔ان کے ہر عمل سے ایک انفرادیت جھلکتی تھی۔بچوں سے حسن سلوک، عدالت میں غریب نوازی، دوستوں کی محفلوں میں اور غیروں سے تعلقات الغرض ہر انداز جدا تھا۔

ایک مرتبہ کچھ نوجوان جماعتی دورہ سے واپس آئے تو میاں صاحب نے پوچھا بچو! کہاں سے آئے ہو؟ انہوں نے کہا کہ امیر صاحب! جماعتی دورہ سے آئے ہیں۔یہ سن کر آپ کا چہرہ کِھل اٹھا اور آپ انعام کے طور پر انہیں آئس کریم کھلانے لے گئے۔

آپ ایک شفیق باپ تھے لیکن بچوں کے ساتھ بے تکلف دوستی بھی تھی۔ان کے ساتھ کھیلنا اور مذاق وغیرہ کرنا ان کی عادت تھی۔احساس دلائے بغیر بچوں کو تربیت کے نئے نئے انداز سکھا دیتے، اطاعت کے بارے میں نصائح کرتے۔بچوں کی تعلیم کی طرف بہت توجہ دیتے۔

آپ کی تمام عمر دکھوں میں گزری، اسیر راہ مولیٰ ہونے کی سعادت بھی ملی۔8 مختلف جھوٹے اور بے بنیاد جماعتی مقدمات میں پھنسایا گیا۔خدتعالیٰ کی راہ میں بھوک سہی اور گالیاں سنیں لیکن ہر لحہ مسکراتے رہتے۔آپ کی میت پر ہر آنکھ اشکبار تھی۔ایک بیوہ خاتون روتے ہوئے کہہ رہی تھی کہ ہمارے بچے آج یتیم ہوگئے ان کو اب کون پالے گا۔

آپ نے خود بیعت کرنے کی سعادت پائی اور ردّ عمل میں بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔1970ء کی دہائی میں جب آپ صدر جماعت راجن پور تھے، تو آپ نے اپنی زمین مسجد کے لئے وقف کر دی لیکن غربت اور نامساعد حالات کی وجہ سے تعمیر ممکن نہ ہوسکی۔آپ نے جماعت کو تحریک کی کہ اپنے گھر کا فالتو سامان دیں اور جب بھی کسی گھر میں آٹا گوندھا جائے تو ایک مٹھی آٹا خدا کے گھر کے لئے علیحدہ کر لیا جائے اور یہ سامان آپ خود گھر گھر جا کر اکٹھا کرتے رہے اور صبر آزما مشقت کے بعد مسجد کو تعمیر کرایا۔اسی طرح مہمان خانہ، مربی ہاؤس اور احمدیہ قبرستان کے لئے بھی اپنی زمین جماعت کو تحفہ میں دی۔آپ کو خداتعالیٰ کی راہ میں مالی قربانی کرنے کا خاص ہی چسکا تھا۔اکثر کہا کرتے تھے کہ اگر خداتعالیٰ کی راہ میں مَیں اپنی جیب خالی نہیں کروں گا تو وہ اسے کیسے بھرے گا اور اللہ تعالیٰ نے ان کی جیب کو ہمیشہ بھرے رکھا۔

آپ دعوت الی اللہ کے بہت شوقین تھے، ہر جماعتی تقریب میں شرکت کیلئے تیار رہتے۔خلافت سے بہت گہرا تعلق تھا۔کہا کرتے تھے کہ اگر خلافت سے مضبوط تعلق رہا تو فلاح پا جاؤ گے۔اسی طرح تعلق باللہ کے حوالے سے جماعت کو نصیحت کرتے رہتے تھے کہ خداتعالیٰ سے ذاتی تعلق قائم کرو۔

آپ کا شمار ضلع بہاولنگر کے چوٹی کے وکلاء میں ہوتا تھا، نیک نامی اور وکالت میں مہارت کے سب معترف تھے آپ کے انصاف کی گواہی غیر بھی دیتے تھے۔رات گئے تک بلکہ صبح تک اپنے دفتر میں کام کرتے رہتے تھے۔جب ان سے پوچھا جاتا کہ آپ اتنی محنت کیوں کرتے ہیں، کہتے کہ میں نے جس موکل سے فیس لی ہے نہ جانے وہ کس قدر مشکلات اٹھا کر لایا ہوگا اس لئے انصاف کا تقاضا ہے کہ میں نے اگر اس سے فیس لی ہے تو اس کے کیس پر بھی دیانتداری سے کام کروں۔غرباء کے کیس بغیر فیس لئے بھی کر دیا کرتے تھے اور یہ ان کی عادت تھی کہ رمضان کے آخری عشرہ میں آنے والے تمام کیس بغیر فیس کے کیا کرتے تھے اور کیس لیتے ہی اس پر کام شروع کر دیتے تھے۔آپ کی شہادت کے بعد آپ کے موکل پریشان تھے لیکن یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ ان کے کیس ہر ممکنہ حد تک مکمل کئے جا چکے تھے اور ان پر مزید کسی محنت کی ضرورت نہ تھی۔آپ کو متعدد جماعتی کیسز کی پیروی کرنے کی توفیق بھی ملی۔اپنی مصروفیات کے باوجود پہلی فرصت میں جماعتی کیس کی پیروی کے لئے تشریف لے جاتے۔اس بارہ میں کہتے تھے کہ میں نہیں چاہتا کہ کوئی احمدی ناحق زیادہ دیر اندر رہے یا اس کو کسی ذہنی کوفت کا سامنا کرنا پڑے۔

راقم الحروف کو ایک جماعتی مقدمہ میں بحث کی فائنل رپورٹ کی کمپوزنگ کی توفیق ملی۔رات گئے تک اپنے روٹین کے مقدمات کو چھوڑ کر کم و بیش 200 صفحات کی اردو کمپوزنگ کراتے رہے۔وہ چاہتے تھے کہ میں بھی وکالت کے شعبہ میں جماعتی خدمت کرسکوں، ساتھ ساتھ چھوٹے چھوٹے قانونی نکات بھی سمجھاتے رہتے۔جس دن آپ مقدمہ کی پیروی کرتے تو مقامی وکلاء آپ کا انتظار کیا کرتے تھے کیونکہ آپ کی بحث کا انداز اور ناقابل تردید دلائل ان کے لئے کافی کشش رکھتے تھے۔آپ کی آواز کافی بلند، بارعب اور ماحول کو اپنے زیر اثر کر دینے والی تھی۔

ایک مرتبہ ایک جماعتی کیس کے سلسلہ میں آپ کو کسی دوسرے شہر میں جانا تھا۔رات کے وقت کسی سواری کا انتظام نہ ہوسکا۔آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے اللہ! تیرے نام پر تیرا بندہ ناحق جیل میں ہے، اس کا مسئلہ حل کرنے کے لئے میں نے جانا ہے تو میرے لئے کوئی سواری کا انتظام فرما۔آپ کی دعا قبول ہوئی اور ایک کھلی چھت کی کیری وین میں سردیوں کے موسم میں منزل مقصود تک پہنچے اور ان کی یہ قربانی اور محنت رنگ لائی اور اس احمدی شخص کا مسئلہ حل ہو گیا۔

آپ بہت سے اچھے پکوان بھی تیار کر سکتے تھے۔اور جماعت کے کئی مرد احباب نے آپ کی تلقین پر کھانا پکانا سیکھا۔آپ نے احباب جماعت سے بہت محبت کا سلوک کیا۔ایک بار ایک دوست آپ کے گھر سخت گرمیوں میں دوپہر کے وقت تشریف لائے۔آپ گھر پر اکیلے تھے، لیکن مہمان سے اس قدر بے تکلفی اور اپنائیت سے کھانے کا پوچھا کہ اُسے انکار کی گنجائش نہ رہی اور مہمان نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا۔آپ کچھ دیر بعد سویوں کا ڈونگہ پکڑے تشریف لائے اور کہا کہ دراصل آج میری بیگم صاحبہ گھر پر نہیں ہیں اور اس وقت میں صرف یہی بنا سکتا تھا۔

---

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 22 نومبر 2008ء میں محترم چوہدری محمد علی صاحب کا کلام شامل اشاعت ہے۔اِس کلام میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

زیرِ لب کہیے ، برملا کہیے
کہیے کہیے مجھے برا کہیے
دیکھیے مت قریب سے مجھ کو
دُور سے تکیے ، پارسا کہیے
قاتلِ شہر میرے قتل کے بعد
مجھ کو اپنا کہے تو کیا کہیے
برسرِ دار بھی خموش رہا
اس کو مضطرؔ کا حوصلہ کہیے

---

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 19 دسمبر 2008ء میں مکرم سراج الحق قریشی صاحب کا کلام شائع ہوا ہے۔اِس کلام میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے۔

خدا کا درخشاں نشاں ہے خلافت
خدا کا ہی نور رواں ہے خلافت
خلافت نبوت کا ہے اک تسلسل
نبوت کی ہی ترجماں ہے خلافت
خلافت نے ہم کو سکینت عطا کی
بہت پُرسکوں آشیاں ہے خلافت
رہے گی ابد تک یہ نعمت خدا کی
قیامت تلک جاوداں ہے خلافت
خلافت سے وابستہ ہے دیں کا غلبہ
فتوحات کا کارواں ہے خلافت

# Muslim Television Ahmadiyya
# Weekly Programme Guide

16th September 2011 – 22nd September 2011

*Please note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.*
*For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530*

## Friday 16th September 2011

| | |
|---|---|
| 00:00 | MTA World News |
| 00:30 | Tilawat |
| 00:40 | Insight: recent news in the field of science. |
| 00:55 | Seerat-un-Nabi (saw) |
| 01:40 | Liqa Ma'al Arab: rec. on 23rd April 1998. |
| 02:45 | Historic Facts |
| 03:15 | Qur'anic Archaeology |
| 04:00 | Tarjamatul Qur'an class: rec. 12th July 1995. |
| 05:10 | Jalsa Salana Qadian: an address delieverd by Huzoor on 27th December 2005. |
| 06:05 | Tilawat |
| 06:15 | Dars-e-Hadith |
| 06:30 | Historic Facts |
| 07:05 | Children's class with Huzoor. |
| 08:05 | Siraiki Service |
| 09:00 | Rah-e-Huda |
| 10:30 | Indonesian Service |
| 12:00 | Live Friday Sermon: delivered by Huzoor. |
| 13:15 | Tilawat |
| 13:25 | Dar-e-Hadith |
| 13:40 | Zinda Log |
| 14:05 | Bengali Service |
| 15:25 | Real Talk |
| 16:30 | Friday Sermon [R] |
| 18:00 | MTA World News |
| 18:30 | Majlis Ansarullah UK Ijtema: an address delivered by Huzoor on 26th October 2008. |
| 19:25 | Yassarnal Qur'an |
| 20:00 | Fiq'ahi Masa'il |
| 20:35 | Friday Sermon [R] |
| 22:00 | Insight: recent news in the field of science. |
| 22:15 | Rah-e-Huda |

## Saturday 17th September 2011

| | |
|---|---|
| 00:00 | MTA World News |
| 00:15 | Tilawat |
| 00:25 | International Jama'at News |
| 00:55 | Liqa Ma'al Arab: rec. on 28th April 1998. |
| 01:55 | Fiq'ahi Masa'il |
| 02:30 | Friday Sermon: rec. on 16th September 2011. |
| 03:40 | Seerat Sahaba Rasool (saw) |
| 04:25 | Rah-e-Huda |
| 06:00 | Tilawat & Dars-e-Hadith |
| 06:35 | International Jama'at News |
| 07:10 | Yassarnal Qur'an |
| 07:40 | Jalsa Salana Qadian: concluding address delivered by Huzoor on 28th December 2005. |
| 08:30 | Question and Answer Session: recorded on 14th June 1998. |
| 09:35 | Friday Sermon [R] |
| 10:45 | Indonesian Service |
| 12:00 | Tilawat & Dars-e-Hadith |
| 12:30 | Zinda Log |
| 13:00 | Live Intikhab-e-Sukhan |
| 14:05 | Bengali Service |
| 15:10 | Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor. |
| 16:20 | Rah-e-Huda |
| 18:00 | MTA World News |
| 18:15 | Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor. [R] |
| 19:30 | Faith Matters |
| 20:30 | International Jama'at News |
| 21:15 | Intikhab-e-Sukhan [R] |
| 22:20 | Rah-e-Huda [R] |

## Sunday 18th September 2011

| | |
|---|---|
| 00:00 | MTA World News |
| 00:15 | Friday Sermon: rec. on 16th September 2011. |
| 01:30 | Tilawat |
| 01:40 | Liqa Ma'al Arab: rec. on 5th May 1998. |
| 02:40 | Friday Sermon [R] |
| 04:10 | Dars-e-Hadith |
| 04:30 | Yassarnal Qur'an |
| 05:00 | Faith Matters |
| 06:05 | Tilawat & Dars-e-Hadith |
| 06:30 | Yassarnal Qur'an |
| 06:55 | Beacon of Truth |
| 08:00 | Faith Matters |
| 09:15 | Jalsa Salana Australia: an address delivered by Huzoor on 15th April 2005. |
| 09:55 | Indonesian Service |
| 10:55 | Spanish Service: Spanish translation of Friday sermon. |
| 12:05 | Tilawat |
| 12:20 | Zinda Log |
| 13:00 | Bengali Service |
| 14:00 | Friday Sermon [R] |
| 15:15 | Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor. |
| 16:30 | Faith Matters [R] |
| 17:30 | Yassarnal Qur'an [R] |
| 18:00 | MTA World News |
| 18:30 | Beacon of Truth [R] |
| 19:45 | Real Talk |
| 21:00 | Attractions of Canada |
| 21:30 | Jalsa Salana Australia [R] |
| 22:10 | Friday Sermon [R] |
| 23:15 | Ashab-e-Ahmad |

## Monday 19th September 2011

| | |
|---|---|
| 00:00 | MTA World News |
| 00:20 | Tilawat & Dars-e-Hadith |
| 00:45 | Yassarnal Qur'an |
| 01:10 | International Jama'at News |
| 01:45 | Liqa Ma'al Arab: rec. on 6th May 1998. |
| 02:45 | Attractions of Canada |
| 03:10 | Friday Sermon: rec. on 16th September 2011. |
| 04:20 | Ashab-e-Ahmad |
| 05:00 | Faith Matters |
| 06:00 | Tilawat &Dars-e-Hadith |
| 06:30 | International Jama'at News |
| 07:05 | Seerat-un-Nabi |
| 07:50 | Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor. |
| 09:00 | Rencontre Avec Les Francophones: rec. on 16th November 1998. |
| 10:00 | Indonesian Service: Indonesian translation of Friday sermon delivered on 1st July 2011. |
| 11:15 | MTA Variety |
| 12:05 | Tilawat |
| 12:15 | International Jama'at News |
| 12:50 | Zinda Log |
| 13:15 | Bengali Service |
| 14:15 | Friday Sermon: rec. on 2nd December 2005. |
| 15:20 | MTA Variety [R] |
| 16:05 | Dars-e-Hadith [R] |
| 16:20 | Rah-e-Huda |
| 18:00 | MTA World News |
| 18:30 | Arabic Service |
| 19:35 | Liqa Ma'al Arab: rec. on 12th May 1998. |
| 20:35 | International Jama'at News |
| 21:10 | Bustan-e-Waqfe Nau class with Huzoor. [R] |
| 22:15 | MTA Variety [R] |
| 23:00 | Friday Sermon [R] |

## Tuesday 20th September 2011

| | |
|---|---|
| 00:05 | MTA World News |
| 00:20 | Seerat-un-Nabi (saw) |
| 01:00 | Tilawat |
| 01:20 | Insight: recent news in the field of science. |
| 01:30 | Liqa Ma'al Arab: rec. on 12th May 1998. |
| 02:35 | Seerat-un-Nabi (saw) [R] |
| 03:15 | Rencontre Avec Les Francophones: rec. on 16th November 1998. |
| 04:15 | Importance of Salat |
| 05:15 | Jalsa Salana Australia: concluding address delivered by Huzoor on 16th April 2006. |
| 06:00 | Tilawat & Dars-e-Malfoozat |
| 06:30 | Insight: recent news in the field of science. |
| 07:00 | Unity of God |
| 07:10 | Yassarnal Qur'an |
| 07:40 | Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor. |
| 09:00 | Question and Answer Session: recorded on 5th September 1998. |
| 10:00 | Indonesian Service |
| 11:00 | Sindhi Service: Sindhi translation of Friday sermon recorded on 24th September 2010. |
| 12:00 | Tilawat & Dars-e-Malfoozat [R] |
| 12:20 | Zinda Log |
| 12:55 | Insight: recent news in the field of science. |
| 13:05 | Bengali Service |
| 14:05 | Majlis Ansarullah UK Ijtema: an address delivered by Huzoor on 3rd October 2010. |
| 15:05 | Yassarnal Qur'an |
| 15:30 | Historic Facts |
| 16:25 | Rah-e-Huda |
| 18:00 | MTA World News |
| 18:30 | Beacon of Truth |
| 19:35 | Arabic Service: Arabic translation of Friday sermon delivered on 16th September 2011. |
| 20:35 | Insight: recent news in the field of science. |
| 20:50 | Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor. [R] |
| 22:05 | Majlis Ansarullah UK Ijtema [R] |
| 23:05 | Real Talk |

## Wednesday 21st September 2011

| | |
|---|---|
| 00:10 | MTA World News |
| 00:25 | Tilawat & Dars-e-Malfoozat |
| 00:50 | Yassarnal Qur'an |
| 01:30 | Liqa Ma'al Arab: rec. on 13th May 1998. |
| 02:35 | Learning Arabic |
| 03:30 | Unity of God |
| 03:45 | Question and Answer Session: recorded on 5th September 1998. |
| 04:55 | Majlis Ansarullah UK Ijtema: an address delivered by Huzoor on 3rd October 2010. |
| 06:00 | Tilawat & Dua-e-Mustaja'ab |
| 06:50 | Yassarnal Qur'an |
| 07:15 | Hadhrat Masih Nasiri Ka Asal Pegham |
| 07:50 | Children's class with Huzoor. |
| 09:00 | Question and Answer Session: recorded on 21st October 1995. Part 1. |
| 10:00 | Indonesian Service |
| 11:05 | Swahili Service |
| 12:05 | Tilawat & Dars-e-Hadith |
| 12:30 | Zinda Log |
| 13:05 | Friday Sermon: rec. on 16th December 2005. |
| 14:05 | Bengali Service |
| 15:15 | Dua-e-Mustaja'ab [R] |
| 16:00 | MTA Sports |
| 16:35 | Fiq'ahi Masa'il |
| 17:15 | Dua-e-Mustaja'ab [R] |
| 18:05 | MTA World News |
| 18:20 | Majlis Ansarullah UK Ijtema: an address delivered by Huzoor on 26th October 2008. |
| 19:10 | MTA Sports [R] |
| 19:30 | Dua-e-Mustaja'ab [R] |
| 20:05 | Real Talk |
| 21:10 | Fiq'ahi Masa'il [R] |
| 21:50 | Children's class with Huzoor. [R] |
| 22:55 | Friday Sermon [R] |

## Thursday 22nd September 2011

| | |
|---|---|
| 00:00 | MTA World News |
| 00:30 | Tilawat & Dars-e-Hadith |
| 01:15 | Liqa Ma'al Arab: rec. on 22nd April 1998. |
| 02:15 | Fiq'ahi Masa'il |
| 02:50 | Hadhrat Masih Nasiri Ka Asal Pegham |
| 03:20 | Dua-e-Mustaja'ab |
| 03:55 | Friday Sermon: rec. on 9th December 2005. |
| 04:50 | Jalsa Salana Fiji: concluding address delivered by Huzoor on 29th April 2006. |
| 06:00 | Tilawat |
| 06:20 | Beacon of Truth |
| 07:25 | Yassarnal Qur'an |
| 08:05 | Faith Matters |
| 09:15 | Qur'anic Archaeology |
| 09:50 | Indonesian Service |
| 10:55 | Pushto Service |
| 11:45 | Tilawat |
| 11:55 | Bengali Service: Bengali translation of Friday sermon delivered on 16th September 2011. |
| 13:00 | Zinda Log |
| 13:35 | Tarjamatul Qur'an class: rec. on 12th July 1995. |
| 14:55 | Qur'anic Archaeology |
| 15:30 | Journey of Khilafat |
| 16:15 | Yassarnal Qur'an [R] |
| 16:40 | Faith Matters |
| 18:00 | MTA World News |
| 18:15 | Jalsa Salana New Zealand: concluding address delivered by Huzoor on 6th May 2005. |
| 19:10 | Qur'anic Archaeology [R] |
| 19:35 | Faith Matters [R] |
| 20:40 | Beacon of Truth |
| 21:45 | Tarjamatul Qur'an class [R] |
| 23:40 | Journey of Khilafat [R] |

***Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).**

Translations for Huzoor's programmes are available.

Prepared by the MTA Scheduling Department.

**Al Fazl International Weekly, London**

**TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)**

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 18 | Friday 09 September , 2011 | Issue No. 36

# ایک احمدی کی چاہے وہ عورت ہے یا مرد ہے پہلے تو یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے عہد نبھائے اور جن شرائطِ بیعت پر ایک عورت اور ایک مرد نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں شامل ہونے کا عہد کیا ہے اُن کو پورا کرے۔ اگر اُن شرائط کو پورا نہیں کرے گا تو اللہ تعالیٰ کے آگے جوابدہ ہے۔

## عائلی معاملات میں بہت فکرمندی پیدا کرنے والی صورتحال پیدا ہورہی ہے۔ خلع اور طلاقوں کی تعداد بڑھتی چلی جارہی ہے۔

## جھوٹ ایک ایسی بنیاد ہے جو رشتوں میں دراڑیں ڈال رہا ہے اور ایک جھوٹ کئی گھروں کو برباد کرنے کا باعث بن جاتا ہے۔

(مختلف معاشرتی برائیوں اور مسائل کی نشاندہی قرآن مجید اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کے حوالہ سے
اپنے گھروں کو جنت نظیر بنانے اور اپنی اور اپنی نسلوں کی بہتری کے لئے تدبیر اور دعا کرنے کی نصائح)

## وہ احمدی جو یہاں آباد ہیں وہ سب اس ملک سے پیار کرتے ہیں اور اس کی ترقی کے لئے سنجیدہ ہیں۔ احمدی مسلمان ہونے کے ناطے ہم ہر قسم کی بدنظمی، فساد اور بلاوجہ خون بہانے کے خلاف ہیں۔

## یونیورسٹی اور کالج میں تعلیم حاصل کرنے والے طالبات کی حضور ایدہ اللہ کے ساتھ نشست۔ حضور انور کی ہدایات اور طالبات کے سوالات کے جوابات۔

**جرمنی میں حضور انور ایدہ اللّٰہ تعالیٰ کی مصروفیات کی مختصر جھلکیاں**

رپورٹ مرتبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر

### 25/جون بروز ہفتہ 2011ء:

صبح سوا چار بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ گاہ میں تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری ڈاک ملاحظہ فرمائی اور مختلف نوعیت کے دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

آج جلسہ کے پروگرام کے مطابق حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خواتین کے جلسہ سے خطاب تھا۔ دوپہر بارہ بج کر پانچ منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لجنہ جلسہ گاہ میں تشریف لائے۔ ناظمہ اعلیٰ و نیشنل صدر لجنہ جرمنی اور نائب ناظمات اعلیٰ نے حضور انور کو خوش آمدید کہا اور خواتین نے والہانہ نعروں کے ساتھ اپنے پیارے آقا کا استقبال کیا۔

لجنہ کے اس اجلاس کے پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو محترمہ صالحہ احمد صاحبہ نے کی۔ نبیلہ احمد صاحبہ نے اس کا اردو ترجمہ پیش کیا۔ بعد ازاں انیقہ شاکر صاحبہ نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام ''حمد وثنا اُسی کو جو ذات جاودانی'' کے منتخب اشعار خوش الحانی سے پیش کئے۔

### تعلیمی میدان میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والی طالبات میں تقسیم اسناد و میڈلز

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تعلیمی میدان میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والی طالبات کو اسناد عطا فرمائیں اور حضرت سیدہ آپا جان مدّ ظلّہا العالی نے ان طالبات کو میڈلز پہنائے۔

تعلیمی ایوارڈ حاصل کرنے والی ان خوش نصیب طالبات کے نام درج ذیل ہیں:

نبیلہ ہما احمد، Sandra Jetschny، عاصمہ باری احمد، افشاں رفعت قریشی، طاہرہ ملک، عطیہ احمد، منصورہ چودھری، رداء انعام، سعدیہ صدف، طیبہ احمد، ثنا مریم احمد، عائشہ احمد باجوہ، صدیقہ خان Schwarz، طاہرہ حلیم بھٹی، وردہ گل، صبیحہ احمد، صبیحہ دین، ملیحہ بیگ، زوہہ اسلام احمد، طوبیٰ احمد، انیلہ احمد مرزا، شمائلہ غفّار، صفورہ چیمہ۔

### مستورات سے خطاب

بعد ازاں بارہ بج کر 35 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے لجنہ سے خطاب فرمایا۔ تشّہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے سورۃ الفرقان کی آیات نمبر 72 تا 75 کی تلاوت فرمائی۔ اور ان آیات کا ترجمہ بیان کرتے ہوئے فرمایا: ''اور جو توبہ کرے اور نیک اعمال بجالائے تو وہی ہے جو اللہ کی طرف توبہ کرتے ہوئے رجوع کرتا ہے۔ اور وہ لوگ جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے اور جب وہ لغویات کے پاس سے گزرتے ہیں تو وقار کے ساتھ گزرتے ہیں۔ اور وہ لوگ کہ جب انہیں ان کے ربّ کی آیات یاد کروائی جاتی ہیں تو ان پر وہ بہرے اور اندھے ہوکر نہیں گرتے۔ اور وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے ربّ! ہمیں اپنے جیون ساتھیوں اور اپنی اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا کر اور ہمیں متقیوں کا امام بنادے''۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ یہ آیات جو مَیں نے تلاوت کی ہیں، شروع میں بھی آپ کے سامنے تلاوت کی گئی تھیں۔ اسلام میں کسی قسم کے کفّارہ کا تصوّر، کسی گناہ کے کفّارے کا تصوّر، کسی دوسرے کے کسی کی خاطر کفّارہ ادا کرنے یا مرنے سے ادا ہونے کا نہیں ہے۔ بلکہ ہر شخص اپنے اعمال کا خود ذمّہ دار ہے اور وہ اس کے بارہ میں پوچھا جائے گا۔

قرآنِ کریم میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ مختلف عہد جو تم نے کئے ہیں تم اُن سے متعلق پوچھے جاؤ گے۔ فرمایا کہ اِنَّ الْعَھْدَ کَانَ مَسْئُوْلًا کہ اپنے عہد پورے کرو، ہر عہد کے بارے میں یقیناً ایک دن جواب طلبی ہوگی۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَلَا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزْرَ اُخْرٰی۔ وَاِنْ تَدْعُ مُثْقَلَۃٌ اِلٰی حِمْلِھَا لَا یُحْمَلْ مِنْہُ شَیْءٌ وَّلَوْ کَانَ ذَاقُرْبٰی۔ اِنَّمَا تُنْذِرُ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَیْبِ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ۔ وَمَنْ تَزَکّٰی فَاِنَّمَا یَتَزَکّٰی لِنَفْسِہٖ۔ وَاِلَی اللّٰہِ الْمَصِیْرُ اور کوئی بوجھ اٹھانے والی جان کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گی اور اگر کوئی بوجھ سے لدی ہوئی اپنے بوجھ کی طرف بلائے گی تو اس کے بوجھ میں سے کچھ بھی نہ اٹھایا جائے گا خواہ وہ قریبی ہی کیوں نہ ہو۔ تو صرف ان لوگوں کو ڈرا سکتا ہے جو اپنے ربّ سے اس کے غیب میں ہونے کے باوجود ترساں رہتے ہیں اور نماز کو قائم کرتے ہیں اور جو بھی پاکیزگی اختیار کرے تو اپنے ہی نفس کی خاطر پاکیزگی اختیار کرتا ہے اور اللہ کی طرف ہی آخری ٹھکانا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ پس ایک احمدی کی چاہے وہ عورت ہے یا مرد ہے پہلے تو یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے عہد نبھائے اور جن شرائطِ بیعت پر ایک عورت اور ایک مرد نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں شامل ہونے کا عہد کیا ہے اُن کو پورا کرے۔ اگر اُن شرائط کو پورا نہیں کرے گا تو اللہ تعالیٰ کے آگے جوابدہ ہے۔ اگر ہمارا یہ ایمان ہے کہ آخر اللہ تعالیٰ کی طرف ہی لوٹنا ہے اور یقیناً ہر احمدی کا یہ ایمان ہے اور ہونا چاہئے کیونکہ اس کے بغیر تو ایک کھوکھلا دعویٰ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا سب سے بڑا مقصد ہی یہ ہے کہ بندے کو خدا کے قریب کرنا اور خدا سے تعلق پیدا کرنا اور خدا کی پہچان کروانا تو پھر ہمیں اُن باتوں کو دیکھنا ہوگا جو خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے کا ذریعہ بنتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ صرف اس بات پر راضی نہیں ہوجائے گا کہ تم نے مسیح موعود کو مان لیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کو پورا کرنے والے اور آپ کے ارشاد کی تعمیل کرنے والے بن گئے یا بن گئی اور اس سے بخشش کے سامان ہوجائیں گے۔ اور یہی خالی خولی بیعت ہمارے گناہوں کا کفّارہ بن جائے گی، یا اللہ تعالیٰ کا قرب دلانے والی بن جائے گی۔ فرماتا ہے ایسا نہیں ہوگا بلکہ اپنے دل کو اللہ تعالیٰ کے خوف سے بھرا رکھتے ہوئے اُس کے احکامات پر عمل کرنا ہوگا۔ جیسا کہ اس آیت میں واضح ہے کہ اپنے بوجھ آپ ہی اُٹھانے پڑیں گے۔ اگر کوئی گناہ کرتا ہے، اگر کوئی خدا تعالیٰ کی باتوں پر کان نہیں دھرتا، توجہ نہیں دیتا تو اس کا وہ خود ذمہ دار ہے۔ فرمایا کہ یہاں تک واضح ہو کہ تمہارے بڑے قریبی بھی جو تمہاری خاطر قربانیاں کرنے کے لئے تیار ہوجاتے ہیں وہ بھی اُس دن کسی کام نہیں آئیں گے بلکہ تمہارے عمل جو تم اللہ تعالیٰ کے خوف سے بجالاتی رہی ہو، وہ تمہارے کام آئیں گے۔ تمہاری نمازیں جو خالص ہوکر اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے ہوئے ادا کی جاتی ہیں وہ تمہارے کام آئیں گی۔ تمہاری اپنے نفس کو ہر غیر اللہ سے پاک رکھنے کی کوششیں تمہیں اللہ تعالیٰ کا قرب دلانے والی بنیں گی۔ پس ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ ایک حقیقی مسلمان کے لئے کوئی کفّارہ کا تصور نہیں ہے بلکہ دلوں کی نیکیاں ہیں، پاک عمل ہیں، اللہ تعالیٰ کا غیب میں بھی خوف ہے جو انسانوں کے کام آنے والا ہے، ایک مومن کے کام آنے والا ہے۔

اب غیب کے حوالے سے قرآنِ کریم میں عورت کو کیا نصیحت کی گئی ہے، نصیحت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَیْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰہُ پس نیک عورتیں فرمانبردار اور غیب میں بھی ان چیزوں کی حفاظت کرنے والی ہوتی ہیں جن کی حفاظت کی اللہ تعالیٰ نے تاکید کی ہے۔ غیب میں بھی وہی نیکیوں پر قائم رہ سکتی ہے یا رہ سکتا ہے، وہی شخص فرمانبردار ہوسکتا ہے وہی عورت فرمانبردار ہوسکتی ہے، وہی اپنے اور اپنے خاوندوں کے رازوں کی حفاظت کرسکتی ہے جس کو اللہ تعالیٰ پر یقین ہو، اُس کا خوف ہو۔ اللہ تعالیٰ کی خشیت اُس کے دل میں ہو۔

غیب میں جن چیزوں کی حفاظت کا حکم ہے اُن میں اپنے خاوند کے بچوں کی تربیت کی نگرانی اور اُن کی دیکھ بھال بھی ہے۔ یہ نہیں کہ خاوند گھر سے باہر اپنے کام کے لئے نکلا تو عورت نے بھی اپنا بیگ اُٹھایا اور بچوں کو گھر میں چھوڑا اور اپنی مجلسیں لگانے کے لئے نکل پڑی۔ یا بچوں کی تربیت کی طرف صحیح توجہ نہیں دی۔ ایک بہت بڑی ذمہ داری بچوں کی تربیت کی عورت پر ہے۔ اِن کو پورا نہ کرکے

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں